www.iqbalkalmati.blogspot.com

اللہ جمیل و یحب الجمال

پیارے اور پرانے دوست
پروفیسر عبدالعزیز بلوچ صاحب
کی نذر !

عزیزانِ محترم

(خاکے)

از

عبدالعزیز بلوچ
ایم اے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

(جملہ حقوق بحق فاروق عزیز سلمہٗ محفوظ ہیں)

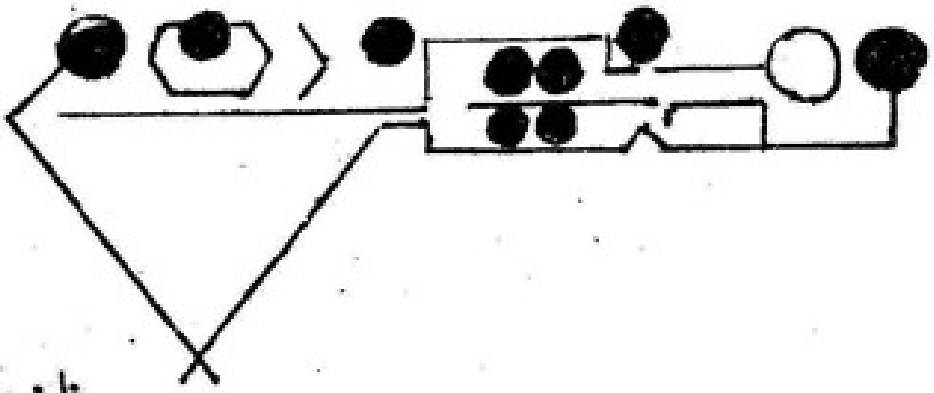

ظفر

ناشر:- حبیب الرحمٰن بٹالوی
ایم۔اے (اردو)
ایم۔اے (فارسی)
ایم۔اے (اسلامیات)

طباعت:- نامی پریس لاہور
کتابت:- شیر محمد کاتب ملتانی
بار اول:- اپریل ۱۹۵۵ء
قیمت:- چار روپے

ملنے کا پتہ
مرکز ادب حسین آگاہی ملتان

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حسن ترتیب:-

(الف) عزیزانِ محترم

۱	انتساب	۴
۲	جرعۂ اولین	۵
۳	تعارف	۱۱
۴	تاثر	۱۵
۵	راؤ آفتاب احمد خاں	۱۹
۶	عالمگیر مرحوم	۲۳
۷	محمد اجمل	۲۷
۸	نواب زادہ مجید اختر خاں	۳۰
۹	ملک محمد نواز	۳۳
۱۰	انصاری صاحب	۳۷
۱۱	مولانا فیضی ایم۔اے	۳۹
۱۲	مظفر الدین احمد	۴۱
۱۳	شفیع الدین قریشی	۴۵
۱۴	بلیک بیوٹی	۵۰
۱۵	ظفر صاحب	۵۳
۱۶	ذکیہ لغاری	۵۹
۱۷	ارشد ملتانی	۶۱
۱۸	پروفیسر واقعی کرنالی	۶۸

(ب) بزرگانِ محترم

۱۹	ڈاکٹر سید عبداللہ	۷۵
۲۰	علامہ غلام شبیر بخاری	۸۱
۲۱	پروفیسر میاں سعید اختر راجپوت	۸۷
۲۲	سید شمس الحسن جعفری	۹۵
۲۳	میاں نعیم الکریم	۱۰۱
۲۴	منشی ہرگوپال تفتہ ملتانی	۱۰۵
۲۵	قاضی احسان احمد شجاع آبادی	۱۰۷
۲۶	سید مظفر علی شمسی	۱۱۱
۲۷	نواب زادہ نصر اللہ خاں	۱۱۹
۲۸	مولانا تاج محمود لائلپوری	۱۲۷
۲۹	مولانا کوثر نیازی	۱۳۳
۳۰	شورش کاشمیری	۱۳۹
۳۱	دل کی بات	۱۴۹

www.iqbalkalmati.blogspot.com

انتساب

مردِ جری، تیغِ اصیل، شہبازِ خطابت، کلیمِ وقت

ظفر علی ثانی اور اقبال کے شاہین

آغا شورش کاشمیری

کے نام معنون کرتا ہوں۔ جن کا وجود میری نگاہ میں، علم و ادب

اور صحافت و خطابت کا چشمۂ صافی ہے جس سے پیاسی روحیں

بقدرِ استطاعت / استعداد سیراب ہو رہی ہیں ؎

بگیر ایں ہمہ سرمایۂ بہار از من

کہ گل بدستِ تو از شاخِ تازہ تر ماند

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جُرعۂ اوّلین

گلستانِ اردو ادب میں قلمی خاکہ (Pen sketch) مختصر افسانہ کی طرح ایک کم عمر پودا ہے۔ حالی کی حیاتِ سعدی، حیاتِ جاوید اور یادگارِ غالب شبلی کی المامون، الغزالی اور الفاروق، نذیر احمد کی توبۃ النصوح اور ابن الوقت، مرزا فرحت اللہ بیگ کی مختصر سوانح عمری بعنوان "نذیر احمد کی کہانی۔ کچھ ان کی کچھ میری زبانی" کو قلمی خاکہ کا پیش رو کہا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ قلمی خاکہ نے ایک دم یہ مقام حاصل نہیں کر لیا جس مقام پر آج ہم اسے دیکھ رہے ہیں بلکہ اسے بھی داستان سے افسانے تک کے مراحل طے کرنا پڑے۔ بہ الفاظ دیگر جس طرح ہماری قدیم داستانوں کی کوکھ سے ناولوں نے جنم لیا پھر ناولوں سے ناولٹ، ناولٹ سے افسانہ اور افسانہ سے مختصر افسانہ وجود میں آیا۔ بالکل اسی طرح سوانح عمریوں، ناولوں اور افسانوں میں ابتدا ہی سے ایک چیز نمایاں سے نمایاں تر ہوتی چلی گئی۔ جس کا نام کردار نگاری ہے۔ یہ کردار مزاحیہ بھی ہیں، سنجیدہ بھی، پر اسرار بھی ہیں اور سیدھے سادے بھی۔ بعض کو پڑھ کر ہمیں ان پر پیار آتا ہے اور بعض سے نفرت ہو جاتی ہے۔ بعض زندۂ جاوید ہیں اور بعض کتابوں میں دفن ہو چکے ہیں۔

مولوی نذیر احمد کے پیش کردہ کردار کلیم، مرزا ظاہر دار بیگ، ماما عظمت

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ابن الوقت۔ میرامن کا کردار، خواجہ سگ پرست (باغ و بہار) مرزا ہادی رسوا کے کردار، گوہر مرزا اور بسم اللہ جان (امراؤ جان ادا) اودھ پنچ کے ایڈیٹر منشی سجاد حسین کا کردار، حاجی بغلول (حاجی بغلول)

رتن ناتھ سرشار کے کردار، میاں خوجی (فسانۂ آزاد) منشی مہاراج بلی (سیر کہسار) پریم چند کے گھیسو اور مادھو (کفن) کرشن چندر کے اکثر و بیشتر مہکتے فرشتے فن افسانہ نگاری کے آدم منٹو کا شنکر (کالی شلوار) ممی (ممی) اور گوپی ناتھ (افسانہ گوپی ناتھ کا پر اسرار کردار) ایم اسلم کا لاجواب الو اور منشی جی امتیاز علی تاج کا چچا چھکن شوکت تھانوی کا قاضی جی وغیرہ اردو ادب کے چیدہ چیدہ زندہ جاوید کردار ہیں۔

لیکن یہ کردار کسی نہ کسی سوانح، ناول اور افسانے کا حصہ ہیں۔ جن میں ان کرداروں کے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہے۔ کردار کو علیحدہ خاکہ کی صورت دینے میں خواجہ حسن نظامی کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ انہوں نے اپنے بوقلموں قلم سے اس میں حسین پیوندکاری کی۔ انہوں نے اشخاص کے ہی نہیں بلکہ اشیاء کے بھی خاکے لکھے (لالٹین۔ گلاب کا پھول، مچھر، جھینگر، اور الو وغیرہ) بابائے اردو مولوی عبدالحق نے چند ہم عصر لکھ کر اس صنف ادب کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ ان کے نام دیو مالی کو بقائے دوام کے دربار سے دستار فضیلت مل چکی ہے۔ بابائے اردو کے پیش کردہ اکثر کردار ہمارے عام کردار ہیں۔ پروفیسر رشید احمد صدیقی نے خواص پر قلم اٹھایا نتیجتاً گنجہائے گرانمایہ اور ہم نفسان رفتہ وجود میں آئیں جن میں کوثر و تسنیم میں دھلی ہوئی زبان استعمال کی گئی ہے۔ جس سے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کی بات یہ ہے کہ رشید صدیقی صاحب زبان کے چٹخارے میں قاری کو اتنا مدہوش کر دیتے ہیں کہ اسے مقامی / غیر مقامی کا احساس تک نہیں ہوتا اور وہ خالص علی گڑھ کی شخصیتوں کو بھی مشاہیر سمجھ کر پڑھتا چلا جاتا ہے۔ ان کا خاکہ "ایوب عباسی" اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

بھلا دلّی والے یہ کیونکر برداشت کر سکتے تھے کہ زبان کے اعتبار سے علی گڑھ ان سے بازی لے جائے چنانچہ اشرف صبوحی دہلوی کا ناریل چٹخا اور دلّی کی چند عجیب ہستیاں ہمارے سامنے ہنستی بولتی آن کھڑی ہوئیں۔ بابائے اردو کے "نام دیو مالی" کی طرح کے معمولی، بظاہر اَن پڑھ لوگ مگر اپنے فن کے بادشاہ۔ میر باقر علی داستان گو، گھمی کبابی، گنجے نہاری والے، وزیطن نانی وغیرہ کوئی دیکھے تو منہ پھیر لے۔ برتے تو عمر بھر کا غلام بن جائے۔ بظاہر عام لوگ باگ، ریگ کی کھرچن، دلّی کے روڑے --- بباطن دمن کے پکے، وضع داری پر جان دینے والے قابل پرستش انسان۔

سند باد جہازی رمولانا چراغ حسن حسرت کا شمیری ہلے بقول جمیل جالبی "مردم دیدہ" میں اپنے جادو بیاں قلم سے مزاح کے ساتھ ساتھ زندہ انسان پیش کیے۔ "دوزخی" (مرزا عظیم بیگ چغتائی کا خاکہ) لکھ کر عصمت چغتائی نے اس صنف ادب کو اس فنکارانہ چابکدستی سے استعمال کیا کہ یہ چیز افسانے سے قریب آ کر افسانے سے زیادہ دلچسپ بن گئی اور دیکھتے دیکھتے گلستانِ اردو ادب کا یہ کم عمر پودا سب کی آنکھ کی تازگی کا تارا ہو گیا۔ بے شمار مشتاقانِ دید آغوش محبت وا کیے، اس کی طرح لپکے۔ کئی راستے میں کھیت رہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کئی اسے اپنانے میں کامیاب ہو گئے۔ ان بامراد لوگوں میں "شیش محل" کے شیشہ ساز شوکت تھانوی، "دیدہ و شنیدہ" کے جہاندیدہ رئیس امجد جعفری، "یاران کہن" کے یار غار عبدالمجید سالک، "عظمت رفتہ" کے فردوس رفتہ ضیا برنی اور "گنجینہ گوہر" کے کان کن شاہد احمد دہلوی سر فہرست ہیں۔ "چہرے" اور "نور تن" کے خالق آغا شورش کاشمیری کو بھی ادب کا کوئی طالب علم نظر انداز نہیں کر سکتا۔

"عزیزان محترم" کبھی اشاعت پذیر نہ ہوتی۔ کیونکہ اس میں مصنف کی طرح رما سوائے راؤ آفتاب احمد خاں، کے گمنام لوگ ہیں۔ اس کی اشاعت کا خیال پہلے پہل جنوری ۱۹۶۷ء میں لیکچرر شپ کا انٹرویو دیتے وقت آیا۔ انٹرویو کمیٹی کے چیئرمین پروفیسر وارثی صاحب نے پوچھا

What is your contribution towards urdu adab! any printed ghazal or short story?

میں نے انہیں جواب دیا کہ یہ ضروری نہیں اردو ادب کا ہر طالب علم شاعر یا افسانہ نویس ہو۔ میری یہ دیانتدارانہ رائے ہے کہ آئندہ پچاس ساٹھ سال تک کوئی شخص شاعری یا افسانہ نویسی کے پھٹے میں اپنی ٹانگ نہ اڑائے تو یہ اردو ادب پر احسان ہوگا۔ پروفیسر صاحب مسکرائے، فرمانے لگے "کالج لائف میں آپ نے کوئی چیز لکھی۔ ادب کے طالب علم کا کوئی نہ کوئی مشغلہ تو ہونا چاہیئے" میں نے انہیں بتایا کہ خاکہ نویسی میرا واحد محبوب مشغلہ ہے۔ سب سے پہلے آغا شورش کاشمیری کا خاکہ لکھا جو ان دنوں پابند سلاسل تھے یہ خاکہ ہفت روزہ "چٹان" لاہور کے ۲۸ نومبر ۱۹۶۶ء کے شمارہ میں چھپ چکا ہے۔ میرے اساتذہ پروفیسر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ریاض زیدی اور پروفیسر خیال امروہوی نے خاکہ کی بے حد تعریف کی میرا حوصلہ بڑھایا۔ ان کی حوصلہ افزائی رنگ لائی اور میں نے دوستوں پر طبع آزمائی شروع کی مگر ان خاکوں کو چھپوانے کا خیال آج تک نہیں آیا۔ وارثی صاحب نے مشفقانہ مشورہ دیا "انہیں کتابی صورت میں چھپوا دو۔ ان کی طباعت تمہیں کبھی نہ کبھی فائدہ دے گی"۔ وارثی صاحب کے حکم کی تعمیل میں "عزیزانِ محترم" حک و اضافہ کے ساتھ کتابی صورت میں پیش خدمت ہے۔ لیکچر رشپ اگرچہ نہ ملی مگر ہم "مصنف" ضرور بن گئے۔ استاد محترم وارثی صاحب کی مسیحائی میں کسے کلام ہو سکتا ہے۔

"عزیزانِ محترم" صرف پھولوں پر مشتمل نہیں اس میں "نوکیلے" اور زہریلے کانٹے بھی ہیں۔ پھولوں کے حسن کو اجاگر کرنے کے لئے ان کانٹوں کو دانستہ رہنے دیا ہے۔ کیونکہ بقول جگر مراد آبادی سے

گلشن پرست ہوں، مجھے گُل ہی نہیں عزیز
کانٹوں سے بھی نباہ کئے جا رہا ہوں میں

اس کتاب میں (اگر آپ کا حوصلہ ان "افکارِ پریشاں" کو جو ان اوراقِ پریشاں پر پھیلے ہوئے ہیں، کتاب ماننے کی اجازت دے) "عزیزانِ محترم" کے علاوہ سید شمس الحسن جعفری سیکرٹری ایجوکیشن بورڈ ملتان۔ علامہ غلام شبیر بخاری ڈائرکٹر ایجوکیشن ملتان، قاضی احسان احمد شجاع آبادی مرحوم، سید مظفر علی شمسی، ڈاکٹر سید عبداللہ، نواب زادہ نصر اللہ خاں، مولانا کوثر نیازی اور آغا شورش کاشمیری جیسے بزرگانِ محترم کے خاکے بھی شامل ہیں۔ ان بزرگوں کی خاکہ نویسی کے وقت بڑی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

احتیاط برتی گئی ہے۔ راہوارِ قلم کی باگ بڑی مضبوطی سے تھامی گئی ہے۔ کہ کہیں خاکہ پر خاک نہ اُڑنے پائے پھر بھی اُن کے اُجلے دامنوں پر کہیں غبار پڑ گیا ہو تو پلکوں سے جاروب کشی کرنے کو تیار ہوں۔

راقم کا کسی ادبی حلقے سے تعلق ہے نہ کسی انجمن ستائش باہمی سے واسطہ۔ ان خاکوں کو کتابی صورت ایک استاد کی خواہش کے احترام میں دی گئی ہے باقی نہ صلہ کی پروا ہے نہ داد کی طلب ؎

ہم خونِ جگر لے کر بازار میں آئے ہیں
کیا دام لگاتے ہیں لفظوں کی دکان والے

ملتان ۷ ستمبر ۱۹۷۳ء

عبدالعزیز بلوچ
ایم۔ اے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تعارف

از قلم شیخ حبیب الرحمٰن تبالوی ایم۔ اے (اردو) ایم۔ اے (فارسی)
ایم۔ اے (اسلامیات) ایم۔ او۔ ایل

دفتر ثانوی تعلیمی بورڈ ملتان میں آپ کو اگر کوئی حال مست، بال پریشاں بڑی بڑی خلائی آنکھوں، لمبی پلکوں، گھنی ابرو، گندمی رنگت، ریش خائب، بروت حاضر ہاتھ میں فائل تھامے، پیارے سے قدوالی شخصیت نظر آئے تو سمجھ لیجیے یہی حضرت عبدالعزیز بلوچ ہیں۔ آبائی مسکن نہ اصفہان نہ بخارا نہ سمرقند بلوچستان کی وادیاں ان کے آباؤ اجداد سے واقف ہیں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی تک سپاہ گری کے جوہر دکھائے۔ مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ حالات بدلے۔ پیشہ آبا سپہ گری کو خیرباد کہہ کر ان کے پردادا نے تجارت کو اپنایا۔ اور نقل مکانی کر کے ملتان چلے آئے۔ ان کے گھرانے میں انگریز کی ملازمت اور انگریزی تعلیم کفر سمجھی جاتی تھی۔ یہ کفر ان کے دادا نے توڑا۔ انگریزی تعلیم بھی حاصل کی اور انگریز کی ملازمت (ایشین ماسٹری) بھی کی۔ غالباً عزیز صاحب خاندان میں پہلے فرد ہیں جنہوں نے بے سروسامانی کے عالم میں گریجوایشن کا امتحان دیا اور اوّل درجے میں کامیابی حاصل کی۔ اکبر نے تو مذاقاً کہا تھا کہ ؎

www.iqbalkalmati.blogspot.com

شوق لیلائے سول سروس نے مجھ مجنوں کو
اتنا دوڑایا کہ لنگوٹی کر دیا پتلون کو

نگران کے ساتھ واقعتاً یہی حادثہ ہوا۔ کئی دفاتر کے طواف اور صحرا نوردی کے بعد بلآخر ثانوی تعلیمی بورڈ ملتان کی تشکیل پر قسمت نے یاوری کی۔ اور اب تک بورڈ کی خدمت کر رہے ہیں۔ اکبرؔ نے کہا تھا کہ ؎

چار دن کی زندگی ہے کوفت سے کیا فائدہ
کھا ڈبل روٹی، کلرکی کر، خوشی سے پھول جا

مگر عزیز صاحب ڈبل روٹی کی بجائے لختِ جگر کھاتے ہیں۔ کلرکی کرتے ہیں مگر ناخوشی سے۔ کلرکی ملنے کی خوشی میں پھولتے نہیں سکڑتے چلے جا رہے ہیں۔

یہ تو تھا مصنف کا مختصر سا تعارف ـــــــــ اب میں "عزیزانِ محترم" کی طرف آتا ہوں انسان کی زندگی میں کئی ایسے چہرے سامنے سے گذرتے ہیں کہ دل خود بخود چاہتا ہے کہ ان سے دوستی اختیار کی جائے ـــــــ! بعض چہرے اپنی خداداد صلاحیتوں سے دل موہ لیتے ہیں اور انسان "عقیدتاً" ان کا احترام کرنا لازم سمجھتا ہے اور بعض کی باتوں سے آدمی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض خوبصورت چہرے آنکھوں کو اور بعض خوبصورت الفاظ کانوں کو دھوکا دے جاتے ہیں۔

اس ساری واردات قلب کو شاعر اپنے اشعار میں مقرر اپنی تقریروں میں، مصور اپنی تصویروں میں اور ایک ادیب اپنے ادب کی چاشنی میں بیان کرتا ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اردو ادب میں اسی صنف کا نام خاکہ نویسی ہے جس پر مصنف نے "جرعہ اولین" میں سیر حاصل بحث کی ہے۔ اس فن کے ذریعے کسی انسان کے اندرونی اور بیرونی دونوں چہروں کو بے نقاب کرنا مقصود ہوتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جس کی قلمی تصویر کھینچنا مقصود ہو، لکھنے والے کا اس سے تعلق خاطر رہا ہو چاہے وہ اُلفت کی صورت میں ہو یا نفرت کی صورت میں۔

"عزیزان محترم" میں جتنے چہرے شامل ہیں، ان کی تصویر کھینچنے میں مصنف کہاں تک کامیاب رہا ہے اور زبان و بیان کے لحاظ سے اس میں کتنی خوبیاں ہیں —— نہ گلم نہ برگ سبزم اکہ کچھ کہہ سکوں البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ عزیز صاحب کے ان دوستوں میں آپ اپنے دوستوں کو بھی چلتا پھرتا پائیں گے۔ دوستوں پر طبع آزمائی نہ بھی کرتے صرف قاضی احسان احمد شجاع آبادی مرحوم، سید مظفر علی شمسی، ڈاکٹر سید عبد اللہ، نواب زادہ نصر اللہ خاں اور آغا شورش کاشمیری کے خاکے ہی انہیں ادب میں زندہ رکھنے کے لئے کافی ہیں۔ عزیز صاحب نے ڈوب کر لکھا ہے اور اپنی عقیدت کا بھرپور اظہار کیا ہے۔ قارئین کرام ان کو پڑھ کر میری ہمنوائی کریں گے۔

ایک بات اور جو مجھے عزیز صاحب سے کہنی ہے وہ یہ کہ وہ حالات سے مایوس نہ ہوں۔ لیکچررشپ ملے یا نہ ملے تصنیف و تالیف کا شغل جاری رکھیں کہ اس سے نہ صرف خاکہ نویسی کی تاریخ میں گراں قدر اضافہ ہوگا بلکہ اردو ادب کے طالب علم کو کچھ اور لطف کی باتیں ملتی رہیں گی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"میں نے ساری عمر اپنی کتابوں کی گرد بھی نہیں جھاڑی
ایک زندگی مستعار لایا تھا کچھ ریل میں گذر گئی۔ کچھ جیل میں گذر
گئی۔"

(امیر شریعتؒ)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تاثر

از قلم پروفیسر عاصی کرنالی

میں نے عبدالعزیز بلوچ کی قلمی کاوش "عزیزان محترم" کا جستہ جستہ مطالعہ کیا ہے یہ زیادہ تر ان کے ذاتی دوستوں، ملتان کے امتحانی بورڈ کی بعض شخصیتوں کے قلمی چہرے ہیں۔ علاوہ ازیں دو تین بزرگ ملتان کی علمی و ادبی زندگی کے میدان میں عرف رکھتے ہیں۔ چند شخصیات (قاضی احسان احمد شجاع آبادی مرحوم، سید مظفر علی شمسی، سید عبداللہ، نوابزادہ نصراللہ خاں اور شورش کاشمیری وغیرہ) ملکی اور بین دائرے میں آتی ہیں۔ اس طرح مصنف نے نہ صرف اہلِ ملتان کے لئے بلکہ اہلِ پاکستان کے لئے بھی مطالعے کی بساط پھیلائی ہے۔ میں چھوٹے اور بڑے دائروں کے تعین کا قائل نہیں ہوں اصل شے جاننا نہیں ماننا ہے۔ اگر کسی شخص کو کسی مخصوص حلقے میں مانا جاتا ہے تو وہ اپنی جگہ مسلم اور مستحکم ہے۔ رہی اختلافِ رائے کی بات، تو صحت مند اور مثبت انداز میں ہر وقت اس کی گنجائش ہے۔

بلوچ صاحب نے خاکہ نویسی میں متانت کے ساتھ شرارت اور سنجیدگی کے ساتھ ظرافت کا پیوند لگا کر کتاب کو دلچسپ بنا دیا ہے۔ کہیں کہیں مزاح میں اعتدال سے تجاوز ہے مگر مصنف کے خلوصِ نیت کے یقین کے ساتھ ممدوح اسے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حوصلے اور خندہ پیشانی کے ساتھ جھیل لیتا ہے اور شاید بُرا نہیں مانتا۔ تحریر میں مسلسل ایک تازگی اور دلچسپی کا احساس طاری رہتا ہے۔ اس کی غالباً ایک وجہ یہ ہے کہ یہ خاکے کسی شخصیت کے مزاج، افتادِ طبع، عادات، خصائل اور مشاغل کے ذکر کے علاوہ رنگارنگ واقعات و کوائف سے بھی لبریز ہیں۔ احوال کی یہ رنگارنگی قاری کو محظوظ کرتی ہے، چاہے وہ ممدوح کو قریب سے نہ بھی جانتا ہو۔ اس پہلو کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ کہیں قاری کی عدم واقفیت مطالعے میں رکاوٹ نہ پیدا کر دے، اس لئے شخصیت کا مناسب تعارف موجود ہے جس میں ضروری خدوخال سامنے آجاتے ہیں۔ بعض مقامات پر نئی معلومات سامنے آتی ہیں اور مطالعے کی فضا کو شاداب کر جاتی ہیں۔ ظریفانہ ٹکڑوں میں اردو کے علاوہ پنجابی اور سرائیکی زبان سے بھی کام لیا گیا ہے جس کا برمحل استعمال برمحل ہے اسی لئے لطف انگیز بھی ہے۔

مصنف کہیں کہیں اپنی ذات (جو ہمارے دگرگوں معاشرے کا ہی ایک حصہ ہے) کی ناآسودگی یا محرومی کے احساس کی شدت میں گرفتار ہو گیا ہے خصوصاً معاشی اور معاشرتی فضا کے اظہار میں یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے اس شدتِ احساس نے جھنجھلاہٹ پیدا کی ہے اور یہ جھنجھلاہٹ قدرتی امر ہے۔ غالب جیسے حیوانِ ظریف نے بھی تو کہا تھا ؎

کیوں گردشِ مدام سے گھبرا نہ جائے دل
انسان ہوں، پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں

اس قدرتی جھنجھلاہٹ کے سبب تحریر کی شگفتگی قدرے مجروح ہوتی ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تاہم گلاب کے ساتھ کچھ کانٹے بھی ضروری ہیں تاکہ تضاد اور تقابل کی فضا میں گلاب کا حسن قاری کے ذوقِ جمالیات کو زیادہ آسودہ کر سکے۔

میری دعا ہے کہ یہ گلدستہ تحریر رنگِ قبول حاصل کرے۔ اور خاکہ نویسی کے چمن کی رنگ و رعنائی میں اضافے کا موجب ہو سکے۔

عاصی کرنالی

۳۱ دسمبر ۱۹۷۴ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں نے پلکوں سے درِ یار پہ دستک دی ہے
میں وہ سائل ہوں، جسے کوئی صدا یاد نہیں

(ساغر صدیقی مرحوم)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

راؤ آفتاب احمد خاں

اے غائب از نظر کہ شدی ہمنشینِ دل

می بینمت عیاں و دعا می فرستمت

میرے بچپن کے دھندلکے وقت کا ذکر ہے کہ ایک بڑے میاں اپنے پوتے کو ایم۔ بی پرائمری سکول کڑی افغاناں ملتان میں داخل کرانے آئے ماسٹر صاحب انہیں دیکھتے ہی احتراماً اُٹھ کھڑے ہوئے۔ بڑے میاں کو بڑی عزت و تکریم سے بٹھایا اور چھوٹے میاں کو نہ صرف چوتھی جماعت میں داخل کر لیا گیا بلکہ اسے کلاس کا مانیٹر بھی مقرر کر دیا۔ میرے برابر انہیں جگہ ملی اور اس قربت نے چند دنوں میں دوستی کا روپ دھار لیا جب بڑے میاں واپس چلے گئے تو ماسٹر صاحب نے کلاس کو بتایا کہ بڑے میاں ملک کے مشہور سیاسی لیڈر راؤ خورشید علی خاں کے والد تھے مگر میں اُن دنوں سیاست اور سیاسی لیڈر کے مفہوم تک سے ناآشنا تھا۔

بچپن کا ایک یادگار واقعہ حاصلِ زندگی ہے۔ ہمارے ایک ہم جماعت مطیع اللہ خاں کو خدا جانے ہم سے کیا بیر تھا کہ حضرت ہمیشہ ہمیں ایک دوسرے کے خلاف بھڑکاتے رہتے تھے۔ نتیجۃً ایک دن ہاتھا پائی ہوگئی۔ مگر یہ ایک

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عجیب لڑائی تھی۔ آفتاب صاحب تو باوجود اپنے ڈیل ڈول کے پٹنے پر رو رہے تھے اور راقم اسے روتا دیکھ کر رو رہا تھا ع

شاید اسی کا نام محبت ہے شیفتہ

ایوب خاں مع مارشل لا نازل ہوئے تو یہ اپنے والد کے ساتھ ساہیوال چلے گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ ملتان سے جاتے وقت اپنا اتہ پتہ بھی دے کر نہ گئے اور نہ ہی مجھے خط لکھا چند سال اسی طرح بیت گئے پھر اچانک ان کی جانب سے خط و کتابت شروع ہو گئی پہلے خط میں تحریر تھا "آپ مجھے بھول گئے مگر میں آپ کو بھلا نہیں سکتا"۔ اور آگے یہ دروغ گوئی کی گئی تھی "آپ کا پتہ ذہن سے اتر گیا تھا۔ اس لئے خط لکھنے میں اتنی تاخیر ہوئی"۔

لوگ کہتے ہیں کہ وقت اور فاصلہ محبت اور دوستی کے لئے سم قاتل ثابت ہوتے ہیں مگر یہ دو عناصر ہماری دوستی کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ وہ بڑے باپ کا بڑا بیٹا ہے مگر سراپا خلوص و نیاز۔ قد، ہر کہ بقامت کہتر بقیمت بہتر، چہرہ کتابی، ہونٹ گلابی، آنکھیں شرابی۔ سودا کے اس مصرعہ کی زندہ تفسیر۔

ع ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں

کشادہ پیشانی، خوش بختی کی نشانی، گھنی پلکیں، "راجپوتی ناک" سیاہ گھنی مونچھیں جو اس کے گلگوں چہرے پر بھلی لگتی ہیں۔ دوست کے دوست کو اپنا دوست، اور دشمن کو اپنا دشمن سمجھنے والا واحد فرد، دوستی میں منفرد۔ "وفاداری بشرط استواری" کا قائل حسینوں پر مائل مگر صرف نظری طور پر۔ جو دل میں ہے وہ لب پر ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لیپا پوتی کی باتیں نہیں جانتا۔ نہ ہوا میں گرہ لگاتا ہے نہ ہتھیلی پر سرسوں جماتا ہے انگریزی کبھی بولتے نہیں سنا۔ عربی میں خاصہ درک رکھتا ہے۔ اردو سے بھی بیگانہ نہیں مگر پنجابی میں فرزند ہے اپنے نامور باپ کی طرح فنِ خطابت سے آگاہ ہے۔ ساہیوال اس کی جنگاہ ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ قلم کا آدمی نہیں۔ اپنے عزیز ترین دوست کو دو حرفی خط لکھنا بھی طبعِ نازک پر گراں ہے۔ راقم کی شکایت پر والدہ صاحبہ نے بار بار انہیں سرزنش کی۔ مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ "جہانِ دانش" کے مصنف احسان دانش کے بقول سے

جاتے ہیں اس طرف سے بہت نامہ و پیام
آتی ہے اس طرف سے خبر کم بہت ہی کم

ملتان میں ان کے آنے سے قبل یا ساہیوال میں ان سے ملنے سے پیشتر، دل میں شکوے شکایتوں کا ایک طومار ہوتا ہے۔ مگر جب ملاقات ہوتی ہے تو سارے شکوے جاتے رہتے ہیں۔ میر کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے سے

جی میں تھا ان سے ملیے تو کیا کیا نہ کہیے میرؔ
پر جب ملے، تو رہ گئے ناچار دیکھ کر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میری رگوں میں خون نہیں آگ دوڑتی ہے۔ میں
علی الاعلان کہتا ہوں کہ میں قاسم نانوتویؒ کا علم لے کر نکلا ہوں۔ میں
نے شیخ الہند (محمود الحسنؒ) کے نقش قدم پر چلنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ میں
زندگی بھر اسی راہ پر چلتا رہا ہوں اور چلتا رہوں گا۔ میرا اس کے سوا
کوئی موقف نہیں۔ میرا ایک ہی نصب العین ہے۔ اور وہ برطانوی
سامراج کی لاش کو کفنانا یا دفنانا۔

(امیر شریعتؒ)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عالمگیر مرحوم

اللہ بخشے عالمگیر بھی کیا خوب آدمی تھا۔ ایک اشرفی قد، اندر کو دھنسی ہوئی چینیوں کی مانند آنکھیں، جو ہمہ وقت عینک میں ملفوف رہتی تھیں، سانولی رنگت، موٹے موٹے ہونٹ، کسی قدر باہر کو نکلے ہوئے دانت، غرضیکہ مرحوم حسن کے کسی معیار پر پورے نہ اترتے تھے لیکن اس بظاہر بدصورت انسان نے طبیعت ایسی باغ و بہار پائی تھی کہ اس پر پیار آتا تھا۔ علیک سلیک سکول کے زمانے سے تھی مگر دوستی کا ناطہ کالج میں آ کر بنا تھا۔ ایک جیسے مضامین رکھے اور ایک ہی سیکشن میں رہے۔ فارسی کے پیریڈ میں عین اس وقت جب کلاس میں مکمل سناٹا طاری ہوتا، مرحوم آخری بنچوں سے ایسی آواز نکالتے کہ ہمارے پیٹ میں اور پروفیسر صاحب کے ماتھے پر بل پڑ جاتے۔ آواز نکالنے کے فوراً بعد ایسی متین صورت بنا لیتے کہ پروفیسر صاحب کو ان پر شک بھی نہ گزرتا۔ کسی ستم ظریف نے ایسے وقت ان کی متین صورت کو دیکھا اور "غوں" کا خطاب دیا۔ جسے تمام یاروں نے شرفِ قبولیت بخش کر ان کے نام کا جزو بنا دیا۔

ایف۔ اے میں چند مخصوص دوستوں کی محفل میں ہی کھلا کرتے تھے۔ مگر بی۔ اے میں بگٹٹ ہو گئے۔ ان کی ذات چٹکلوں کی پٹاری بن گئی۔ جس دن

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کالج آ گئے تو ہم جماعت پوچھتے پھرتے کہ عالمگیر صاحب آج کیوں نہیں آئے خاص طور پر ہمارے دوست اجمل صاحب تو ان کی غیر حاضری کو شدت سے محسوس کرتے اور فرماتے آج تو پورے کالج پر اداسی چھائی ہے۔ مجھے عالمگیر کے بغیر کالج صحرا کا گمان گزرتا ہے" پہلے پیریڈ میں دیر سے آتے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ پیریڈ کے ختم ہونے میں پانچ منٹ باقی رہ گئے ہوتے اور یہ حضرت آن سے آن ٹپکتے۔ عجیب بات یہ تھی کہ ہمارے استاد پروفیسر افضل صاحب دوسروں کو تو دیر سے آنے پر سرزنش کرتے مگر ان کو کچھ نہ کہتے ایک دن مرحوم سے اس خصوصی مراعات کی وجہ پوچھی تو فرمایا" دراصل افضل صاحب میری پرسنیلٹی (Personality) کا خیال رکھتے ہیں۔

ایک دن مجھے وصیت کی اگر خدانخواستہ میں تم دونوں سے پہلے انتقال کر جاؤں تو قبر میں میرے ساتھ ڈنڈا اور عینک ضرور رکھ چھوڑنا۔ مصرف پوچھا تو ارشاد ہوا" عینک کی ضرورت تو روزِ محشر میں پیش آئے گی ڈنڈے سے منکر نکیر کی خبر لوں گا۔ اگر وہ ماریں گے تو ایک کھائیں گے بھی۔ یہ نہتے پر وار کر کے خوش ہوتے ہیں۔ میں انہیں مزہ چکھاؤں گا۔ قبر کے بعد حشر میں دستگیر ہوئے تو تمہارے جوش کا یہ قطعہ سنا کر حشر میں ایک اور حشر بپا کروں گا۔

محشر میں پنا رہے ہو مجھ کو زنجیر
اک بندۂ مجبور کی آخر تقصیر
آواز تو دو کوئی کدھر ہیں آخر
ماحول و وراثت و سرشت و تقدیر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں نے کہا۔"اگر ایسا نہ ہوا تو؟" فرمانے لگے۔"میاں تم ہر چیز کا تاریک پہلو دیکھتے ہو۔ جنت ہماری میراث ہے اور پھر قرآن مجید میں کتنی بار خدا نے خود فرمایا ہے۔ لاتقنطو من رحمتہ اللہ"

یادش بخیر! ہمارے علاوہ ان کا ایک اور دوست بھی تھا جس سے ہماری طرح بے تکلفانہ تعلقات تھے ہمارے سامنے اکثر اس کی تعریف کرتے۔"میرے دوست جیسا مخلص شخص تو آج تک کسی ماں نے جنا ہی نہیں تم دونوں (اجمل صاحب۔ اور راقم الحروف) تو "یار مار" ہو وہ جگری یار ہے" ان کے جگری یار سے گاہے ماہے ملنے کا اتفاق ہوا۔ ہے وہ حضرت الفاظ ہی کی حد تک مخلص ہیں۔ بات بات پر چلو بھر خون لٹھانے پر تیار۔ فارسی کی ایک ضرب المثل جان می طلبی مضائقہ نیست، زر می طلبی سخن دریں است، پر کاربند۔ عالمگیر مرحوم کے لئے مخلص ثابت ہوتے ہوں تو اور بات ہے۔ راقم سے جب بھی ملاقات ہوتی یوں کہتے "سنا عزیز صاحب! آپ لسی پئیں گے؟ آپ کھیر کھائیں گے یا کھانا منگواؤں یا پھل؟ آپ کے لئے شربت لے آؤں" گویا یہ چیزیں میرے لئے شجر ممنوعہ کی حیثیت رکھتی ہیں ویسے وہ صاحب عالمگیر مرحوم کے برعکس تھے یعنی سروقامت، دھان پان نازک اندام و نازک خرام، سرخ و سفید رنگت، رخسار پہ سیاہ تل جو خواجہ شیراز حافظ کے خال ہندوانش کی یاد دلاتا تھا۔ آج تک حیران ہوں کہ تمارکول اور دودھ میں ملاپ کیونکر ہوا؟

www.iqbalkalmati.blogspot.com

صبح دم کبھی ریل میں گذرتی ہے
رات کسی جیل میں گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے!
سب تو اس کھیل میں گذرتی ہے

(امیر شریعتؒ)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

محمد اجمل

اجمل فی الواقع اجمل ہے اسم بامسمّیٰ ہے اور بیدل کے اس مصرع کی
تورت پھرت تصویر ع

بغمزہ سحری، بناز جادو، بطرہ افسوں، بقد قیامت

علیک سلیک اس وقت سے ہے جب ہم دوستی کے مفہوم تک سے ناآشنا تھے
پہلے دوست ہیں جنہوں نے ازخود مجھے دوست بنایا۔ نویں، دسویں جماعت
میں فارسی کا پیریڈ ان کے کمرے میں لگتا تھا۔ اجمل صاحب پہلے ہی میرے
لیے سیٹ روک لیتے تھے۔ اور حتی الامکان کسی دوسرے طالب علم کو وہاں
بیٹھنے نہ دیتے تھے۔ دسویں کا امتحان پاس کرکے گورنمنٹ کالج میں داخلہ لیا،
اور ایک ہی مضامین رکھے۔ کالج شہر سے دو میل دور یونس روڈ پر منتقل ہو گیا تو
مجھے سائیکل کی فکر دامن گیر ہوئی۔ گھر پر بیتا کا نہیں بپتا کا راج تھا۔ کالج فیس
پروفیسر جاوید پراچہ صاحب کی مساعی جمیلہ سے معاف ہو چکی تھی جس کے لئے
میرا رواں رواں ان کا سپاس گزار ہے۔ میں اب تک ان کا یہ قرض
ادا نہیں کر سکا۔ مگر کتابوں اور سائیکل کے لئے پریشان تھا کہ اجمل صاحب
آڑے آئے۔ اپنی کتابیں مجھے مستعار دیتے میں ان سے نوٹس تیار کر لیتا۔
مسلسل دو سال تک اپنی سائیکل پر مجھے گھر سے لے جاتے اور کالج سے واپس

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پر گھر چھوڑ بھی جاتے۔

بی۔ اے میں پڑھتے تھے کہ ایک دن فیاض (عزت مآب سید فیاض حسین زیدی بی۔ اے۔ ایل ایل بی) اور عالمگیر مرحوم کے اُکسانے پر میں نے اجمل صاحب سے بیہودہ قسم کی گفتگو شروع کر دی اور سرائیکی زبان ان کے موروثی لب و لہجہ میں بولی۔ ہم جماعت تو "خالص اور کھری ملتانی" زبان سُن کر محظوظ ہوئے مگر اجمل صاحب نے شدتِ جذبات سے مغلوب ہو کر رونا شروع کر دیا۔ مجھے اپنی حماقت کا احساس ہُوا۔ معذرت کی۔ آنجناب کلاس روم چھوڑ کر پلاٹ میں آ گئے اور گلوگیر آواز میں بولے "عزیز صاحب یقین جانئے، صرف آپ کو اپنا دوست سمجھتا ہوں اور ایک آپ ہیں کہ دوسروں کے سامنے میری تضحیک کرتے ہیں؟" وعدہ کیا کہ آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔ اجمل صاحب سامنے ہوں اور ان کے لب و لہجہ کی نقل نہ اتاروں تو مجھے متلی ہونے لگتی ہے۔ مُوڈ میں ہوں تو خود چھیڑ دیتے ہیں اور پھر میرے منہ کو ٹکر ٹکر دیکھتے رہتے ہیں۔

اجمل صاحب نے طبیعت باغ و بہار پائی ہے مگر گھریلو جھگڑے اور برادری کی رنجشیں انہیں چین نہیں لینے دیتیں۔ پھر بھی جب ہم باہم مل بیٹھتے ہیں تو کالج کا حسین اور بے فکر دور پھوٹ آتا ہے۔ کالج کے دور میں بڑے بڑے منصوبے باندھا کرتے تھے۔ دن کی روشنی میں مستقبل کے حسین خواب دیکھا کرتے تھے عملی زندگی میں آئے تو تمام منصوبے خاک میں مل گئے اور حسین خواب پریشاں ہو گئے۔

ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

وہ ایک بنک میں ملازم ہیں اور راقم سیکنڈری بورڈ ملتان میں۔ مہینے پندرہ دن بعد ملاقات ہوتی ہے۔ دونوں بڑھتی ہوئی گرانی اور سمٹتی ہوئی آمدنی کا رونا روتے ہیں۔ پھر ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں ؎

زندگی اپنی جب اس شکل سے گذری غالب
ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے

کبھی "دستِ صبا" کا شعر دست گیری کرتا ہے اور حوصلہ دلاتا ہے کہ ؏

لمبی ہے غم کی شام مگر شام ہی تو ہے

اور کبھی جگر جگر کے لئے وجہ تسکین بن جاتا ہے۔ مایوسیوں کے تاریک بادل چھٹنے لگتے ہیں۔ مستقبل پھر حسین نظر آنے لگتا ہے ؎

طولِ غمِ حیات سے گھبرا نہ اے جگر
ایسی بھی کوئی شام ہے جس کی سحر نہ ہو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"نعرے لگتے ہیں "امیر شریعت زندہ باد" دیکھئے میری
تقریر میں اس قسم کے نعرے نہ لگائیے۔ میں دونوں سے بے نیاز ہو چکا
ہوں۔ نہ مردہ باد کے قابل ہوں نہ زندہ باد کے لائق۔ مجھے تو معلوم
ہوتا ہے کہ قبرستان میں اذان دے رہا ہوں"

(امیر شریعت)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نواب زادہ مجید اختر خاں

؎

آفاق ہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام اما تو چیزے دیگری

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج آپ پانچ فیصدی سرمایہ داروں اور جاگیرداروں
کو روتے ہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ۹۵ فیصدی
غریب بے غیرت نہ ہوتے تو آج امیر ٹھکانے پر ہوتا۔

(امیر شریعتؒ)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ملک محمد نواز

گھر پر نہ جانے کس نام سے پکارے جاتے ہیں ناز یا نازو مگر دفتر میں ملک محمد نواز ہیں۔ خود کو ملک امیر محمد خاں مرحوم نواب آف کالا باغ کا عزیز بتاتے ہیں مگر بعض خلوتیانِ راز کا کہنا ہے کہ میانوالی کے مضروبا شندے ہیں اور نواب مرحوم کی زندگی میں شاذ و نادر میانوالی جاتے تھے واللہ اعلم بالصواب گندمی رنگت، مناسب ناک نقشہ آنکھیں البتہ چھوٹی ہیں چشتی کا کہنا ہے کہ بصارت سے آشنائی کا اثر ہے کہ آنکھیں سکڑتی چلی جا رہی ہیں ع

حدیث گرچہ ضعیف است راویان ثقہ اند

والا معاملہ ہے کچھ کہہ نہیں سکتا۔ حقہ نوشی میں تمام ڈویژن میں لاشریک ہیں۔ تاش کے بھی رسیا ہیں۔ "کوئے جاناں" میں بھی کبھی کبھی پھیرا ڈال آتے ہیں دل کے کھرے ہیں کسی کو میلی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ لوگوں کی عادت ہے کہ معمولی بات کا افسانہ بنا دیتے ہیں۔ یار لوگوں نے عشق کے جو قصے ان کے نام سے منسوب کر رکھے ہیں وہ حقیقت نہیں افسانہ ہیں۔

محکمہ انہار میں راقم الحروف کی ملازمت کا پہلا دن تھا۔ برآمدے میں گیا تو ہیڈ ڈرافٹسمین اور اکاؤنٹنٹ صاحب کی میزوں سے پرے ایک کونے میں ٹوٹی پھوٹی کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے آنجناب کو ایک چپڑاسی سے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

محوِ گفتگو پایا۔ حقّے کی نَے ہاتھ میں تھی اور وہ بے جان مسیحا کے ہاتھ میں بول رہا تھا۔ ملک صاحب چپڑاسی سے باتیں بھی کرتے جاتے تھے اور کش بھی لگاتے جاتے تھے۔ میلی سی شلوار قمیض زیب تن تھی۔ سر پر مفلر کو یوں لپیٹ رکھا تھا جیسے ہمارے ہاں گوالے لپیٹے رہتے ہیں۔ یقین جانیے میں نے آنجناب کو بھی چپڑاسی سمجھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ڈسپیچر ہیں۔ دو دن کے بعد انہیں ریکارڈ کیپر بنا دیا گیا۔ راقم کے سامنے صرف ایک چٹھی ڈسپیچ کی اور اس طرح انہیں ہمارا استاد بننے کا فخر بھی حاصل ہو گیا۔ خود کیس نمبر غلط بتاتے اور بعد میں مجھ سے ناراض ہوتے۔ "عزیز صاحب! آپ غیر ذمہ داری سے کام کر رہے ہیں کیس نمبر غلط لگاتے ہیں۔ حکومت ہی غلط کام کر رہی ہے۔ بی۔ اے اور ایم۔ اے پاس کلرک بھرتی کئے جا رہے ہیں۔ وہ بھلا خاک توجہ سے کام کریں؟" ملک صاحب! حکومت بھی آپ کے گھر کی ہے، ان دنوں نواب آف کالاباغ مرحوم گورنر تھے، اُسے الزام دے کر آپ اپنی بے عزتی آپ کر رہے ہیں۔ میں انہیں ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتا۔ "ملک صاحب! بھلا آپ کے نزدیک کلرک کے لئے کیا تعلیمی استعداد ہونا چاہیے؟" چشتی صاحب استفسار کرتے۔ "ملک صاحب کی طرح مڈل پاس۔" مرزا اکرم ڈھینگ دوسرے کونے سے نعرہ لگاتے۔ میری جان چھوٹ جاتی اور ہوا کا رُخ ان کی جانب مُڑ جاتا۔

مرزا اکرم ڈھینگ دیو ملک صاحب کا عطا کردہ مقبول عام خطاب تھا۔ اصل نام مرزا عمر حیات بیگ تھا، بھی عجیب شے تھے۔ کام سے فارغ ہوتا ہمارے کمرے میں آ جاتے۔ "اوہ! آج تو بڑی گرمی ہے تم لوگوں نے پنکھا بھی بند کر رکھا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے۔" یہ کہتے کہتے ملک صاحب کے قریب پہنچ جانے اور ایک دم ان کا طغرہ اُچک لیتے۔ ملک صاحب ایک ثانیے کے توقف کے بغیر ان سے مغلظ ہو کر اپنے فارغ اقبال سر کو دوبارہ ڈھانپ لیتے اور مرزا صاحب کو منتقی قسم کی گالیاں دیکر ہیڈ کلرک صاحب کے پاس پہنچ جاتے۔ مرزا ان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ لیتے اور آئندہ ایسی ناشائستہ حرکت نہ کرنے کا وعدہ کرتے مگر دو چار دن کا وقفہ دے کر پھر یہ حرکت کر بیٹھتے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک شب جیل خانہ ڈوم ڈوم جیل ڈھاکہ میں سورۃ
"یوسف" کی تلاوت کر رہا تھا۔ چودھویں رات کا چاند آسمان پر جگمگا
رہا تھا۔ مجھے محسوس ہوا کہ قرأت کی تاثیر میں ڈوب کر ٹھہر گیا ہے۔
ایک گھنٹہ اسی تلاوت میں گذر گیا۔ اتنے میں پنڈت رام جی لال
سپرنٹنڈنٹ جیل نے پکارا۔ دیکھا وہ کھڑا ہے اور رخسار اس کے
آنسوؤں سے تر ہیں۔ کہنے لگا "شاہ جی! خدا کے لئے بس کرو۔ میرا دل
اب قابو سے باہر ہو گیا ہے۔ اب مجھ میں رونے کی سکت نہیں"۔
اللہ اللہ! یہ قرآن کی محبت کا اعجاز تھا۔"

(امیر شریعتؒ)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

انصاری صاحب

عالمگیر مرحوم کے دوست ہیں اس لئے راقم سے بھی علیک سلیک ہے

"ابوجہل" کی جہالت کے معتقد ہیں۔ سود کو حلال سمجھتے ہیں اور رشوت کو نہ صرف جائز سمجھتے ہیں بلکہ وقت کی ضرورت قرار دیتے ہیں۔ ہر برسراقتدار شخص کی مخالفت کو اپنا ایمان سمجھتے ہیں۔ اختلاف ان کے رگ و ریشہ میں سمایا ہوا ہے۔ آپ کہیں کہ فلاں شخص ملک و ملت کے لئے مخلص ہے یہ فرمائیں گے کہ نہیں وہ تو ملک و ملت کا غدار ہے۔ آپ کہیں دن ہے تو یہ کہیں گے کہ نہیں رات ہے وہ دیکھو مجھے تو آسمان میں تارے بھی نظر آرہے ہیں۔

ان کے ماموں انڈوں کا کاروبار کرتے ہیں انہوں نے اس کاروبار سے کوئی فائدہ اُٹھایا ہو یا نہ اُٹھایا ہو، انہوں نے خوب اٹھایا ہے یہ چوری کے انڈوں کا اثر ہے کہ بھولو پہلوان بنے پھرتے ہیں۔ کسی کو ان سے پنجہ آزمائی کا یارا نہیں۔ مظفر کو رشتہ داری کا واسطہ دے کر خاموش کرا دیتے ہیں۔ غوری اور لالہ کو جب چاہتے ہیں طاقت کے بل پر جو لیتے ہیں "غوری فلم دکھاؤ" "حاضر جناب" "کڑھائی گوشت بھی کھائیں گے" "بہت بہتر حضور" فلم دیکھ کر اور کڑھائی گوشت کھا کر پلٹتے ہیں راستے میں دودھ دہی کی دکان پر نظر پڑتی ہے رُک جاتے ہیں۔ "لالہ! لسی پلاؤ اور ہاں مٹھائی بھی ساتھ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہو۔" چلئے بندہ حاضر ہے۔" یہ لالہ کا جواب ہوتا ہے۔ یہ مکالمے آئے دن دہرائے جاتے ہیں۔ پھر مجھ پر نظر پڑتی ہے "عزیز! تمہاری جیب میں کیا ہے؟ نکالو۔ میری جیب میں تو پھوٹی کوڑی بھی نہیں لہٰذا آج گا ٹیکس" سے معاف رکھا جائے مگر ایک دھول جما کر جس کا اثر آٹھ دنوں تک رہتا ہے "اچھا معاف کیا۔"

گورا رنگ۔ مناسب ناک نقشہ جسم گھیراؤ اور پھیلاؤ کی طرف مائل مگر آواز جو شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو۔ اردو میں پنجابی اور انگریزی کے پیوند لگا کر بولتے ہیں اور اسے "افسری زبان" فرماتے ہیں۔ البتہ جب ملتانی سرائیکی بولتے ہیں تو نستعلیق ملتانی سن کر مزہ آتا ہے۔ ارشد ملتانی کی غزل ان کی زبانی سنئے تو کچھ اور لطف آئے گا۔

کر فکر توں ایں ہک پل دا
ست جھگڑا اینکہ ازل دا

انیویں یار نے جھاتی پاتی
جیویں بدلوں چندر نکلدا

ہک غضب ہے بیبا بدن دی
ڈو جھا چولا ہے ململ دا

توں صدیاں دی گالھ کریندیں
اِتھ جھیڑا ہے پل پل دا

اُتھاں ظلم انھاروی جا نہیں
جتھاں ڈیوا پیار دا بلدا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مولانا فیضی ایم۔اے

ھ

من از بیگانگاں ھرگز نہ نالم
کہ با من ہر چہ کرد، آں آشنا کرد

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"آج یہ مجمع صرف مسلمانوں کا ہے لیکن میں نے جب
پہلے یہاں (کراچی میں) خطاب کیا تھا تو مجمع میں مسلمانوں سے
زیادہ غیر مسلم تھے اس وقت بھی میں نے کچھ آیات ہی پڑھی تھیں،
اور ان کا ترجمہ ہی بیان کیا تھا اور میرے ہاتھ پر کئی لوگوں نے اسلام
قبول کیا تھا۔ اس لئے کہ وہ کہتے تھے کہ جو کچھ تم پڑھ کر سناتے ہو
ہمیں بھی ان کی کچھ کچھ آتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ مجھے
آج تک شاید کافر ہی سمجھتے ہیں ۔

واعظ تنگ نظر نے مجھے کافر جانا
اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلمان ہوں میں"

(امیر شریعتؒ)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مظفر الدین احمد

حسن جس رنگ میں ہوتا ہے جہاں ہوتا ہے
اہلِ دل کے لئے سرمایہ جاں ہوتا ہے

میانہ قد، گندمی رنگت، بھرا بھرا گدازجسم، گول چہرہ، ستواں ناک، موتیوں کی لڑیوں جیسے دانت۔ پتلے پتلے ہونٹ۔ شرابی آنکھیں محاورۃً نہیں فی الواقعتہً۔ آہوانِ تاتار دیکھیں تو چوکڑی بھول جائیں۔ آپ ہیں ہمارے مخلص وغمخوار دوست ـــــ مظفر الدین احمد

پہلی ملاقات غوری صاحب کی طرف سے دی گئی افطار پارٹی میں ہوئی جہاں راقم بن بلائے مہمان کی حیثیت سے شامل تھا۔ "بن بلائے مہمان" کی تشریح کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھتے۔ مظفر صاحب نے افطاری کیلئے قیرینی سب میں تقسیم کی مگر مجھے نظر انداز کر گئے۔ غوری کی توجہ دلانے پر اس طور پر معذرت خواہی کی کہ مجھے ہنسی آگئی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ مظفر صاحبؒ توجیہات کے امام ہیں۔ نماز ادا کرنے کے بعد دسترخوان پر تفصیلی تعارف ہوا گھل مل گئے۔ غوری پر پھبتیوں کا جھاڑ باندھا۔ حفیظ کا گھیراؤ کیا۔ افضل حمید پر وار کیا۔ مقصود یہ تھا کہ ان لوگوں کی توجہ کھانے سے ہٹائی جائے جو فی الواقعی بہت لذیذ پکا ہوا تھا مگر وہ بھی ایک کائیاں تھے۔ باجماعت قسم کھا رکھی تھی کہ مظفر کی باتوں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کا نہ بُرا منائیں گے نہ کھانے سے توجہ ہٹائیں گے۔ کھانا کھانے کے بعد اُن کا جوابی حملہ شروع ہوا۔ اور مظفر صاحب کو جان بچانا مشکل ہوگیا۔

اس ملاقات کے بعد ایک دن غوری صاحب ملے۔ مظفر صاحب کا حال پوچھا تو فرمایا" مظفر صاحب بھی دفتر میں آپ کو یاد کر رہے تھے۔ کل ان کے گھر چلیں گے۔" دوسرے دن میں ان کے ساتھ ہولیا۔ وہاں جا کر آنجناب نے جو گل کھلایا وہ قابلِ تنقید ہے۔ "مظفر صاحب یہ ہیں آپ کے نئے دوست عبدالعزیز جن سے آپ پہلی مرتبہ میرے مکان پر مل چکے ہیں۔ انہیں آپ کی حسین آنکھوں میں شاہدِ ازل کا جلوہ نظر آتا ہے۔ آگے بڑھو اور گلے لگ کر ملو۔" مجھے بڑی ندامت ہوئی۔ مگر جب مظفر صاحب نے بُرا منانے کی بجائے آگے بڑھ کر گلے لگالیا تو میری خفت کسی قدر کم ہوئی۔ اب رقیبِ روسیاہ کا چہرہ دیکھنے کے قابل تھا۔

آج کے مادی دور میں زے خلوص کو کون پوچھتا ہے ع
سُود و زیاں کو نظر میں رکھ کر کرتے ہیں یارانے لوگ

مجھے فخر ہے کہ مظفر صاحب نے پر خلوص دوستی کی اعلیٰ روایت قائم کی ہے ہر موقعہ پر میرے مفاد کو مقدم سمجھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دونوں بہت جلد ایک دوسرے کے قریب آگئے۔

دن گذرتے گئے۔ ایک دن معلوم ہوا کہ مظفر صاحب ایک حادثے کا شکار ہو کر شفا کالج داخل کر دیئے گئے ہیں۔ حنیف اور غوری کی معیت میں وہاں پہنچا ہوش میں تھے اور عزیز و اقارب سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔ معیت اور

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تکلیف میں بڑے بڑوں کا حوصلہ جواب دے جاتا ہے مگر ان کا حوصلہ قابل داد تھا جس جگہ سے ٹانگ ٹوٹی تھی وہ جگہ پھولی ہوئی تھی۔ خود ہر ایک کو وہ جگہ دکھا رہے تھے۔ ہم دوستوں کو مغموم دیکھا تو فرمایا۔ "بھائی فکر کی کوئی بات نہیں آپ دوست میرے لئے دعا کریں"۔ اور ہم دوست سوائے دعا کے اور کیا کر سکتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے آپریشن کر کے پلستر کر دیا۔ چند دن بعد انہیں چھٹی مل گئی۔ گھر پر آ گئے۔ ہم دو چار دوست تقریباً ہر دوسرے دن ان کی مزاج پرسی کر آتے اور یہ ہمارا اخلاقی فرض تھا مگر مظفر صاحب اس کے لئے سراپا سپاس گذار تھے۔ بالآخر انہوں نے غسل صحت کیا تو دوستوں کی جان میں جان آئی دل کو دل سے راہ ہوتی ہے اپنی علالت کے دوران انہوں نے اندازہ لگا لیا کہ عزیز کو مظفر کتنا عزیز ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"تم میرے بارے میں جو چاہو سوچ لو۔ مسلمانوں کا
یہ شعار ہو گیا ہے کہ وہ برائیاں عقاب کی آنکھ سے چنتے اور صبا کی
رفتار سے پکڑتے ہیں۔ کبھی کبھی نیکیوں پر بھی نگاہ کر لیا کرو ——!
تمہاری فطرتیں اس سے خوبصورت ہوتی چلی جائیں گی۔"

(امیر شریعتؒ)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

شفیع الدین قریشی

حسین مسکراتی ہوئی آنکھیں راقم الحروف کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔ اگر ان حسین مسکراتی ہوئی آنکھوں کا مالک سلجھا ہوا دل و دماغ رکھتا ہو، خلوت نشیں ہو، اپنے گرد نام نہاد دوستوں کا ہجوم کر لینے کا مخالف ہو، اور جس کی خودی 'Ego' خودداری کی حدود سے نکل کر بدمزاجی اور آدم بیزاری کی سرحد تک نہ پہنچی ہو اسے اپنا دوست بنائے بغیر چین نہیں آتا۔ شفیع صاحب کو دل کے قریب لانے میں ان کی حسین مسکراتی ہوئی آنکھوں کا بڑا حصہ ہے۔

ان کی آمد کی خوشی برانچ کے ہر فرد کو تھی کیونکہ انہیں شفیع صاحب جیسا مشاق اور مستعد اسٹینو ٹائپسٹ مل گیا تھا خصوصاً ہمارے دوست محمد حسین صاحب کی تو باچھیں کھلی ہوئی تھیں۔ مردہ چہرے پر تر و تازگی کے آثار یک لخت پیدا ہو گئے تھے۔ حسب عادت ٹائپ کرانے کے لئے شفیع صاحب پر "پٹو" ڈال رہے تھے مگر میری خوشی کا سبب کچھ اور تھا یعنی وہی جس کا ذکر مندرجہ بالا سطور میں آچکا ہے۔

میانہ قد، گندمی رنگت، ہلکا پھلکا ڈیل ڈول یعنی دھان پان نازک اندام راؤ آفتاب کی طرح کشادہ پیشانی، جو حسن بختی کی نشانی، ستواں ناک، باریک مونچھیں، گلابی ہونٹ، سفید دانت، دانتوں میں کہیں کہیں کھڑکیاں، لمبی گھنی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پلکیں، مصورِ فطرت کے موئے قلم کا شہکار، کمان کی مانند ابرو اور آنکھیں؟ حدِ توصیف سے بڑھ کر حسین اور شیرانی مرحوم نے انہیں آنکھوں کے لئے کہا ہے ؎

میکدے میں تو چند خم ہوں گے
تیری آنکھوں میں چشمۂ مے ہے

مراد آباد کے مہاجر ہیں اور میری مراد ہیں۔ تقسیم کے بعد ان کا خاندان گجرانوالہ میں آباد ہو گیا۔ ازاں بعد ملتان منتقل ہوا۔ گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول سے میٹرک پاس کرنے کے بعد انٹر کالج میں داخلہ لیا۔ بالی عمریا میں کسی کی زلفِ گرہ گیر کے اسیر ہو گئے۔ تعلیم کو ادھورا چھوڑا کر والدین شادی کرنے پر راضی نہ ہوتے لہذا لڑکی کی کہیں اور شادی ہو گئی۔ نتیجتہً شفیع صاحب افسانہ نویس بن گئے۔ شاعری کا بھوت بھی انہی دنوں میں ان کے سر پر سوار ہوا تھا مگر ایک استاد کے کہنے پر شاعری سے دست بردار ہو گئے ورنہ اب تک صاحبِ اولاد یعنی صاحبِ دیوان ہوتے اور بات بات پر فرماتے ”اماں ایک مصرع عجب سوجھا ہے۔ ایسا مصرع تو آج تک اردو کے کسی شاعر کو نہیں سوجھا ہوگا۔ واللہ غور سے سنئے۔ عرض کیا ہے“۔ اور جب آپ سراپا گوش بن کر خاموش ہو جاتے تو شفیع صاحب سر کو کھجانے لگ جاتے اور بالآخر فرماتے کہ

ع عنقائے مضمون دام میں آ کر نکل گیا

ایک دن مجھ سے پوچھا عزیز صاحب وہ شعر کیسے ہے جس میں منتقی کے نفس کا ذکر ہے۔ میرے ذہن میں صرف ایک مصرع جھول رہا تھا۔ لہذا بات بنائی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کہ میاں کالج کے دور میں شعر ہی شعر یاد تھے بورڈ کی ملازمت میں کیا آئے دماغ کو زنگ لگ گیا ہے۔ ناوری حکم دیا کہ اب شعر یاد کرنا ہوں گے وعدہ کیا کہ حکم کی تعمیل ہوگی۔ آنجناب کا مطلوبہ شعر یہ تھا ؎

شاعر کی نوا ہو مغنی کا نفس ہو
جس سے چمن افسردہ ہو وہ باد سحر کیا (اقبال)

خوشی اس بات کی ہے کہ نہ صرف خود شاعر فطرت کے حسین شعر ہیں بلکہ شعر فہمی کا اعلیٰ درجہ کا ذوق بھی رکھتے ہیں۔ میرے دوستوں میں سے واحد فرد ہیں جنہیں فی الواقعی شعر و ادب سے لگاؤ ہے۔ تمام معروف شعراء کے چیدہ چیدہ اشعار ازبر ہیں۔ احمد ندیم قاسمی ان کے پسندیدہ شاعر ہیں اور اس پسندیدگی کی بڑی وجہ قاسمی صاحب کے گفتار و کردار کی مماثلت بتاتے ہیں ان کا یہ شعر اکثر ان کی زبان پر رہتا ہے ؎

عمر بھر سنگ زنی کرتے رہے اہل وطن
یہ الگ بات کہ دفنائیں گے اعزاز کے ساتھ

احمد ندیم قاسمی پر بات ہو رہی تھی کہ میرے پسندیدہ شاعر کے بارے میں پوچھا میں نے جواب دیا کہ عمر کے ساتھ ساتھ پسندیدہ شاعر بھی بدلتے رہتے ہیں۔ مرحومین میں غالب اور اقبال زندہ شعراء میں جوش اور احمد ندیم میرے پسندیدہ شاعر ہیں۔ جوش کا نام سن کر انہیں جوش آگیا۔ کہنے لگے جوش بوڑھا ہو چکا ہے چبائے ہوئے نوالے چبائے جاتا ہے۔ خیالات میں پہلی سی آمد نہیں رہی پھر آپ کے پسندیدہ شاعر کا نثری کارنامہ یادوں کی برات پڑھ کر جو کردار ابھرتا ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

وہ قابلِ ملامت ہے۔" میں نے جوش کی مدافعت کی "میاں! جوش اپنی تمام تر بشری کمزوریوں کے باوجود آج بھی امام الشعرا ہے جس طرح بیسویں صدی کی دوسری تیسری دہائیوں میں اس کی آواز میں ایک انقلابی گھن گرج، خیالات میں بلند آہنگی، میر کا رواں کا لب و لہجہ اور زبان و بیان پر ماہرانہ دسترس تھی وہ آج بھی موجود ہے۔ اردو نظم کی پوری تاریخ میں میر انیس کو چھوڑ کر الفاظ و محاورات تشبیہ و استعارہ کا جو بیش بہا خزانہ جوش نے اردو زبان پر نچھاور کیا ہے۔ اس کے لئے موجودہ اور آئندہ نسل کو جوش کا ممنون ہونا چاہیئے۔ شاعروں کے کردار کے بارے میں کچھ نہ کہیں چند ایک کو چھوڑ کر اکثر و بیشتر کا کردار مومنانہ نہیں بلکہ کافرانہ رہا ہے۔ جبھی تو قرآن مجید نے چودہ سو سال پیشتر ان کی راہ کو گمراہی کی راہ بتایا تھا۔ آپ جوش کو بطور ایک قادر الکلام، امام الفن شاعر کے پیش نظر رکھیں تو اس کی عظمت مانے بغیر آپ آگے نہیں بڑھ سکتے۔ شورش ایسے باکمال ادیب نے جوش کی شاعری کے بارے میں لکھا ہے۔ "شاعری تو ان کی بہر حال ہمالہ کی رفعتوں سے ہمکلام ہے۔ بسا اوقات وہ سدرۃ المنتہیٰ تک چلے جاتے ہیں..... الفاظ ان کے سامنے ہاتھ باندھ کر اس آرزو میں ایستادہ ہیں کہ ان کا قلم انہیں سلکِ معانی میں پروئے اور وہ ان کے رشتہ افکار سے منسلک ہو کر بالا بلند ہو جائیں الفاظ کی مینا کاری اور مطالب کی سحر کاری اس سن و سال میں بھی صرف جوش ہی کے خامہ عنبر شمامہ کا حصہ ہے۔"

بھلا جو شخص اس پیرانہ سالی میں ایسے حسین شعر کہتا ہو اس کی شاعرانہ عظمت سے آپ کس طرح انکار کر سکتے ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ے دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

ے آپ کرتے ہی جا ئیے باتیں
مجھ کو اونچا سنائی دیتا ہے

ے ہم ایسے اہلِ نظر کو ثبوتِ حق کیلئے
اگر رسول نہ آتے تو صبح کافی تھی

شفیع صاحب کا جوش قدرے مدہم ہوا۔
اردو کے علاوہ انہیں پنجابی کے بھی "چوندے" اشعار ازبر ہیں۔ ایک دن خواجہ غلام فریدؒ کی مشہور کافی بھی دوستوں کی ایک محفل میں سنائی ادائیگی قابلِ دید اور آواز قابلِ شنید تھی ے

ڈے میم ملّاں میکوں تہے نہ ملنے
میکوں رُٹھیا یار منا وِنڑ ڈے
کنجری بنڑدے میڈی عزت نہ گھٹدی
میکوں نچ نچ یار منا وِنڑ ڈے

کسی نے کونے سے آواز لگائی "شفیع صاحب! شوق سے شوق پورا کیجئے۔" شرما گئے اور شفیع صاحب کا شرمانا ایسا ہوتا ہے۔ جیسے چودہ سال کی شرمیلی لڑکی اپنے ہونے والے دولہا کا نام سن کر شرماتی ہے۔ آج کل پی۔ آئی۔ اے میں ہیں اور "پیا" (PIA) کی مناسبت سے کچھ اور لجانے اور شرمانے لگ گئے ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"اب ہم آزاد ہیں اور میری یہ حتمی رائے ہے کہ آزاد ملک کا کوئی دوست نہیں ہوتا۔ آزاد ملک پر چاروں طرف سے نگاہیں پڑتی ہیں۔ ہر لالچی، طماع، سونے چاندی کا بھوکا، زمین کا بھوکا، آزاد ملک پر حرص کی نظر ڈالتا ہے۔ یہ مت سوچیے کہ ہماری سرحد ننگی پڑی ہے۔ سرحدیں کپڑوں سے نہیں، خون سے ڈھانپی جاتی ہیں۔ جہاں مجاہدین کا خون گرتا ہے وہاں سرحد بن جاتی ہے جنگ ہو یا نہ ہو آپ کو ہر حال تحفظِ پاکستان کیلئے تیار رہنا چاہیئے"

(امیر شریعتؒ)

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بلیک بیوٹی

بنا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
ورنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"یہ فرسودہ نظام ہے؟ تم نے اسے پرکھا ہی کب ہے،
جو یہ فرسودہ ہو گیا؟ تم نے اس کا چہرہ دیکھا ہی کب ہے۔ ساری عمر
مُصاحب، کے دفتر میں جھک ماری اور اسلام کو کہا کہ اسلام فٹ نہیں آتا
اے کم بخت تو اسلام پر فٹ نہیں آتا تیری فطرت اس پر فٹ نہیں بیٹھتی۔"
(امیر شریعتؒ)

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ظفر صاحب

حضرت علی رضؓ کا قول ہے کہ مخلص دوست اللہ کی نعمت ہے اور ظفر صاحب بھی میرے چند گنے چنے مخلص دوستوں میں سے ہیں اگرچہ آنجناب کبھی کبھی نادان دوست ثابت ہوتے ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ پہنچانا چاہتے ہیں مجھے فائدہ لیکن ہو جاتا ہے نقصان اور جب میں گلہ کرتا ہوں تو نہایت سادگی سے فرماتے ہیں "خدا کی مرضی"

ظفر صاحب فلاسفر، شاعر، افسانہ نویس اور مصور ہیں، شاعری اور مصوری میں جدیدیت کے قائل ہیں یعنی جب تک شاعر یا مصور خود اپنے شعر یا آرٹ کی تشریح و توضیح خود نہ کرے قاری یا ناظر کے پلے کچھ نہیں پڑتا۔ آنجناب کے اپنے الفاظ میں "آئین شاعری میں قافیہ ردیف اور زحور کو قید با مشقت سمجھتا ہوں"، بارہا منع کیا کہ شاعری اور مصوری کا پنگا چھوڑیں اور صرف افسانہ نویسی کی طرف توجہ دیں کیونکہ اس میدان میں ان کا اشہب قلم بگٹٹ دوڑتا ہے۔ ہر پھٹے میں ٹانگ اڑانے کی وجہ سے کسی ایک مشغلے کی طرف پوری توجہ نہیں کر پاتے اور عدم فرصت کا رونا ہر گھڑی روتے رہتے ہیں۔ ؎

عمرِ دراز مانگ کر لائے تھے چار دن — دو "فائلوں" میں کٹ گئے دو امتحان میں

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ظفر صاحب ضلع جگت کے بھی استاد ہیں۔ نام بگاڑنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ الفاظ و اشخاص کا تجزیہ کرنا ان پر بس ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے۔

ایک دن کسی نے سرائیکی زبان کا مذاق اُڑایا۔ ظفر صاحب بولے تمہیں کیا معلوم سرائیکی تو ایک مستشرق Sir Aaki کی زبان تھی جو یہاں کے لوگوں نے خیر سگالی کے طور پر اپنا لی۔ اگر آپ اس روایت پر ایمان بالغیب نہیں لاتے تو "ایمان بالعیب" لاکر اپنی "عاقبت" تو خراب نہ کریں۔ ذرا سرائیکی کی املا پر غور کریں۔ اسے سر کا خطاب تو قدرت کی طرف سے عطا ہوا ہے۔

ایک دن ایک دوست کے پیٹ میں سخت درد ہوا تو اسے فرمانے لگے "میاں خدا کا شکر ادا کرو۔ درد نہ رہا تو "بے درد" (بیدرد) بن جاؤ گے آپ نے نہیں سنا۔ ؏

"درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو"

ایک دوست جس کا نام نواز تھا اسکا رُکا ہوا کام بن گیا تو اس نے ظفر صاحب سے مخاطب ہو کر کہا "نوازش" برجستہ کہا "میاں تمہیں اپنے نام کے آگے صرف ایک لفظ "ش" کا اضافہ کرنا پڑا ہے۔ تمہاری تو ہینگ لگی نہ پھٹکری"۔

جس طرح ہمارے کاروباری حضرات ایک دوسرے کو سمجھانے کے لئے خفیہ الفاظ استعمال کرتے ہیں جن کا گاہکوں کو مطلقاً پتہ نہیں چلتا اسی طرح آنجناب نے ان کے توڑ کے لئے یہ خفیہ الفاظ گھڑ لیے ہوئے ہیں۔

پرائمری = پانچ روپے، میٹرک = دس روپے، ڈبل میٹرک = بیس روپے ایف اے = بارہ روپے، ڈبل ایف اے = چوبیس روپے اور ڈبل ایم اے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بتیس روپے، علیٰ ہذا القیاس مثلاً دکاندار نے پچاس روپے مانگے ہیں تو آنجناب اپنے ساتھی سے مشورہ کریں گے کیوں "میاں ڈبل ایم اے (یعنی بتیس روپے) کیسے رہیں گے یا ایک پرائمری (یعنی پانچ روپے) کا اور اضافہ کر دیا جائے" اور پھر دوکاندار کو بتیس روپے + پانچ روپے یعنی سینتیس روپے بتائیں گے۔

دفتر دیر سے آئیں گے کوئی پوچھے تو ارشاد فرمائیں گے "افسر بننے کی کوشش کر رہا ہوں"۔

"مگر ظفر صاحب اب تو "عوامی دور" ہے افسر بھی کبھی کبھی وقت پر پہنچ ہی جاتے ہیں"۔ کوئی انہیں چھیڑے گا۔

"بے شک "عوامی دور" ہے یعنی عوام کا دور ہے مگر میں تو عوام سے اپنے آپ کو الگ سمجھتا ہوں" آنجناب جواب دیں گے۔ ایک دن پورا گھنٹہ دیر سے پہنچے تو اس وقت کے سپرنٹنڈنٹ شیخ انور حسین (بقول میاں شریف جناب شیخ الہند) نے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے کہ سرکاری گھڑی (گھنٹہ گھر) پر ابھی سات ہی بجے تھے میں گورنمنٹ کے حساب سے وقت پر پہنچا ہوں شیخ صاحب نے کہا کہ ملتان کے ٹاؤن ہال کی گھڑی تو اکثر و بیشتر افسروں کے مزاج کی طرح خراب رہتی ہے اس کا کیا اعتبار؟ ظفر صاحب بولے "شیخ صاحب آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ گورنمنٹ کی گھڑی کبھی غلط نہیں ہو سکتی ہماری گھڑیاں غلط ہو سکتی ہیں"۔

ایک دن دفتر میں وقفہ کا وقت اس بحث میں گذر گیا کہ ہمارے ادارے میں سب سے زیادہ خوبصورت کون ہے۔ بڑی دیر تک ہنگامہ آرائی رہی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بالآخر بالاتفاق رائے ریاض صاحب (کنٹرولر امتحانات ملتان بورڈ) کے حق میں "بے کراری" قرارداد پاس ہوگئی۔

"اچھا افسروں میں سے تو ریاض صاحب بازی لے گئے۔ ہر چند حسن ملیح "شام اودھ" اور "صبح بنارس" کا بھی جواب نہیں۔ باقی سٹاف میں سے یہ بازی کون جیتے گا؟" کسی نے سوال اٹھایا۔ "ایوان" میں پھر گرما گرمی پیدا ہوگئی۔ ظفر صاحب بولے "میرے ہوتے ہوئے کوئی اور یہ بازی نہیں جیت سکتا۔" ظفر صاحب آپ گورے چٹے ضرور ہیں مگر آپ کی چپٹی ناک تو آپ کا ناک کٹوا دے گی۔" کسی نے صاف گوئی کا حق ادا کیا۔

"ہاں چپٹی ضرور ہے مگر آپ کی ناک کی طرح "الم ناک" (المناک) تو نہیں ہے" ظفر صاحب نے فوراً کہا اور ان صاحب کا منہ لٹک گیا۔ میں نے کہا بھلا ہمارے یار محمود الحسن قریشی کے بارے میں "ایوان" کی کیا رائے ہے جیسے ہمارے "پیر جی" "بجی گوما چٹا اسٹینو" کہہ کر بلاتے ہیں"۔

وہ ایکس کیڈر (EX. CADRE) کا آدمی ہے"۔ ایوان کے سارے ممبر بیک وقت چیخ اٹھے۔ مجبوراً مجھے اپنی تجویز واپس لینا پڑ گئی "میرے ہوتے ہوئے دوسروں کا نام لے کر آپ میرے حسن کی توہین کر رہے ہیں۔ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ مجھے دایہ نے سات "اعلیٰ نسل" کے صابنوں سے پرائمری غسل کرایا تھا" ظفر صاحب نے پھر منہ کھولا مگر ایوان کے "ارکان" تادیر کسی فیصلے پر نہ پہنچ پائے کیونکہ ہر ایک کو یہ زعم تھا کہ "ہمچو من دیگرے نیست" حتیٰ کہ وقفہ کی گھنٹی بج گئی

ظفر صاحب "کنوارا لیگ" کے سب سے سینئر ممبر تھے ان کی شادی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خانہ آبادی کے بعد یہ "اعزاز" ہمارے دوست چوہدری محمد حسین کو خود بخود حاصل ہو گیا۔

اس چہرہ نما سے آپ کو ظفر صاحب سے ملنے [illegible] دقت پیش نہ آئیگی گوری چٹی رنگت، بیضوی چہرہ، کشادہ پیشانی، گھنی پلکیں، چھوٹی آنکھیں، قدرے چپٹی ناک مگر ایسی نہیں کہ جس پر انگشت نمائی کی جا سکے، سفید دانت کھلا دہانہ، درمیانہ قامت، بھاری جسامت، کبھی کرتہ شلوار میں ملبوس کبھی سوٹ بوٹ زیب بدن جس دن سوٹ پہن کر آتے ہیں ہر ایک سے پوچھتے پھرتے ہیں کیوں میاں میں افسر نظر آتا ہوں یا نہیں؟" احمد یار چپڑاسی نظر نہ آئے تو پوچھتے ہیں آج ہمارا بی۔ اے نظر نہیں آتا" اور یہ ہیں ہمارے چمنستان بورڈ کے طوطی خوشنوا۔ چوہدری غضنفر علی اسسٹنٹ، اسحاق نسیم، ظفر اقبال اور راقم التحریر کے ہمصفیر اور ہم تعدیہ یعنی کلرک بادشاہ ——————— جناب ظفر احمد صاحب

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جس شہر میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس شہر کے سلطان سے کوئی بھول ہوئی ہے

تا حدِ نظر شعلے ہی شعلے ہیں چمن میں
اس باغ کے مالی سے کوئی بھول ہوئی ہے

(امیر شریعتؒ)

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

شوکت لغاری

دلا کنند کہ بیگانہ آشنا گردد
تُرا چہ شد کہ نمی پُرسی آشنائے را

"دولت مند کا دل دولت کے بوجھ تلے دب کر سکڑ جاتا ہے" پڑھا طالب علمی کے زمانے میں تھا، ایمان اب عملی زندگی میں آ کر لانا پڑا۔ پائلٹ سیکنڈری سکول ملتان میں کبھی عزیز اور شوکت یک جان دو قالب تھے۔ کالج کے دور میں بھی یہ رشتہ قائم رہا۔ مگر بینک کی منیجری ملتے ہی ان کے طرزِ عمل میں فرق آ گیا اکثر دوستوں کو گلہ ہے کہ شوکت پہلے والا ہنس مکھ، یاروں پر جاں نثار کرنے والا شوکت نہیں رہا۔

برادرم کیپٹن عبدالمالک پراچہ کی دعوتِ ولیمہ میں مجھ کھدر پوش کو کنکھیوں سے دیکھتے رہے مگر صوفے سے اُٹھنا گوارا نہ کیا۔ دعوت کھانے کے بعد راقم ان سے ملنے کے لئے قریب گیا تو مجھے دیکھ کر یوں کنی کترا گئے جس طرح تیسری جنس کے کسی فرد کو رمز کی بات کہہ دی جائے اور وہ ناک پر انگلی رکھ کر "اف اللہ" کہہ کر ایک جھٹکے سے پاس سے نکل جائے۔ جی میں آیا کہہ دوں کہ

ع منیجر بن کے تم بڑے آدمی ہوئے

مگر دل کی بات لب پر نہ آ سکی۔ میری آنکھوں کے سامنے وہ بھولا بھالا، گندمی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رنگت، ستواں ناک، گھنی بھویں، لمبی پلکیں بڑی مگر نیم وا آنکھوں والا شوکت لغاری آن کھڑا ہوا جو دوستوں کے لئے بچھا جاتا تھا۔ ہر مشکل میں دوستوں کی دستگیری کرتا تھا۔ جسے دوستوں کی جدائی بڑی گراں گذرتی تھی۔ جو دوستوں سے ملنے کے لئے ان کے گھروں کے طواف کیا کرتا تھا۔ دوست کے ملنے پر گلے شکووں کا دفتر کھول بیٹھتا تھا۔ مگر کتنا فرق تھا حال کے فیجر شوکت میں اور ماضی کے شوکت لغاری میں ؎

یہ مجھے معلوم تھا، دنیا بدلتی ہے مگر،
تُو بدل جائیگا یوں میں نے کبھی سوچا نہ تھا (خیال امروہوی)

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ارشد ملتانی

سب اپنی طرح خوار ہوئے عشق میں ارشد
ولی کا ہو غالب کہ ولی ہو وہ دکن کا

غزل ساری مرصع تھی۔ اکثر شعر بار بار پڑھوائے گئے۔ مگر مقطع نے تو قیامت ڈھادی۔ بڑے بڑے جغادری شعرا کو دیکھا کہ بار بار مقطع پڑھنے کی فرمائش کر رہے ہیں اور سر ہلا رہے ہیں "واہ واہ سبحان اللہ" کا ورد جاری ہے اور ارشد صاحب "آداب عرض ہے" "تسلیمات عرض ہے" جھک جھک کر کہے جا رہے ہیں۔ بلاشبہ اس دن ارشد ملتانی نے مشاعرہ لوٹ لیا تھا۔ یہ قصہ ہے ان دنوں کا جب کہ آتش ابھی جوان ہی ہوا تھا اور دسویں جماعت میں پڑھتا تھا۔

شکل و صورت، پڑھنے کے انداز اور داد وصول کرنے کے طریق سے دل میں خیال گذرا کہ ہو نہ ہو ارشد صاحب موروثی شاعر ہیں یا ان کے آباؤ اجداد دلی کے روڑے تھے جو ملتان کی "زیبائش و آرائش" میں کام آ گئے ہیں اور یہ مشاعرہ پڑھنے کا طور طریقہ ان کو ورثہ میں ملا ہے۔ مشاعرہ کے بعد نہایت گرمجوشی سے ہاتھ ملایا۔ جی میں تھا کہ آنجناب کو دوست بنائیں گے۔ عمر میں ایک دو سال ہی تو ہم سے بڑے نظر آتے ہیں۔ کالج میں فسٹ ایر یا سیکنڈ ایر میں پڑھتے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوں گے مگر کالج جا کر ان کی صورت نظر نہ آئی تو از خود گمان کر لیا کہ تعلیم مکمل کر کے کہیں جا چکے ہیں۔ پھر ایک دن اچانک اپنے اُستادِ محترم محمد اجمل صاحب کو دیکھا کہ ارشد صاحب کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چلے جا رہے ہیں۔ استاد کا دوست ہمارا دوست کیونکر بن سکتا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ارشد صاحب تو اندرون پاک گیٹ (ملتان) میں ڈسپنسری کھول رکھی ہے جہاں عام مریض ہی نہیں بلکہ ادب کے "متعدی مرض" میں مبتلا مریض بھی شفا پاتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آنجناب نہ دہلوی ہیں نہ لکھنوی بلکہ اصلی، خالص اور کھرے ملتانی ہیں اور شاہ غوث بہاؤالحقؒ کے اس شعر پر نازاں کہ

ملتانِ ما بہ جنتِ اعلیٰ برابر است
آہستہ پا بنہ کہ ملک سجدہ می کنند

یہ اور بات ہے کہ ملتان والوں نے امیر خسروؒ جیسے فرشتہ صفت انسان کو بھی اس جنت میں زیادہ دیر ٹکنے نہ دیا، آموں کا ٹوکرا بطور تحفہ ان کے سر پر رکھا اور کہا "چل" ؎

من کہ بر سر نہ نہادم گل
انبہ بر سر کردہ و گفتند "چل"

گیہوں رنگت، کشادہ پیشانی، باریک ابرو، قدرے چھوٹی مگر چمکتی ہوئی آنکھیں بروت غائب، ریش عنقا، ہونٹ کثرتِ پان خوری اور سگریٹ نوشی کے باعث کلیجی کی بوٹی دانت البتہ سفید۔ ناک ستواں مگر درمیان سے موٹی۔ ایسی موٹی بھی نہیں جس پر انگشت نمائی کی جا سکے۔ ناک پر ہر وقت عینک کا بوجھ اٹھائے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رکھتے ہیں مضمون یا مقالہ پڑھتے وقت عام طور پر سوٹ میں ملبوس ہوتے ہیں اور احمد ندیم قاسمی کے چھوٹے بھائی نظر آتے ہیں۔ مشاعرے میں سفید گھٹنا یا تنگ موری کے پاجامہ کے ساتھ سیاہ شیروانی زیب تن ہوتی ہے پاٹ دار آواز میں تحت اللفظ غزل پڑھتے ہیں۔ ترنم کے ذاتی طور پر خلاف ہیں اسے شاعری نہیں "ٹے کاری اور گلے بازی" کا نام دیتے ہیں ان کے قول کے مطابق چند گنے چنے شعرا کو چھوڑ کر، ترنم سے پڑھنے والے اکثر و بیشتر شعراء کے کلام میں ایک چوتھائی شعر ہوتا ہے اور تین چوتھائی ان کا گلہ۔ یہ لوگ پڑھنے میں "زنت" اور "اداکاری" سے مضحک کیفیات پیدا کر کے لوگوں کو ہنسا تو لیتے ہیں مگر دلوں پہ نقش نہیں جما سکتے۔ ان کی شاعری کے ڈھول کا پول اس وقت کھلتا ہے جب ان کی غزل صفحۂ قرطاس پر آ کر ان کا منہ چڑاتی ہے اور فی الواقعی ارشاد کے اس کلام میں کوئی کلام نہیں۔ حفیظ کو سنا ہے واہ۔ ہو۔ استغفر اللہ!

خان بہادر، ابوالاثر، فردوسی اسلام، پاکستان کے قومی ترانہ کے خالق جسے حرف جار نکال کر با آسانی ایران، افغانستان بلکہ ترکی کا قومی ترانہ بھی بنایا جا سکتا ہے۔

وزیر اعظم پاکستان نے ایک مرتبہ لاہور میں ان سے کہا تھا کہ وہ نئے پاکستان کا نیا قومی ترانہ لکھیں۔ خدا جانے فردوسیٔ اسلام فی شعر ایک درہم کے چکر میں ہیں یا نیا قومی ترانہ "ایزاد" فرما رہے ہیں؟ ان کے کلام کو اجالنے اور سنوارنے میں تین چوتھائی حصہ ان کے نورانی اور گراری وار گلے کا ہے۔ اگر گلہ نورانی نہ پایا ہوتا تو ان کی طرح ان کی شاعری بھی بحرِ ظلماتِ میں غوطے لگاتی۔ اب تو خیر سے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مولانا بن گئے ہیں ؎

عمر ساری تو کٹی عشقِ بتاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے

مگر حفیظ جالندھری کے مولانا بننے میں حضرت مولانا ماہر القادری کی طرح کوئی پچھتاوا نہیں ہے ؎

حسن والوں کے لطف و کرم دیکھ کر
سوچتا ہوں میں کیوں پارسا بن گیا

بہت بڑا فرق ہے مولانا حفیظ جالندھری اور مولانا ماہر القادری میں۔ اول الذکر سرکاری راتب خانے میں پلنے والے کمیونسٹ کافروں کو مسلمان بنانا چاہتے ہیں اور موخر الذکر مسلمانوں کو کافر گردانتے ہیں بقول آغا شورش کاشمیری "آپ کی نگاہ میں بہرحال وہ مومن یا مسلمان نہیں جو جماعت اسلامی میں داخل نہیں یا اس پر ایمان بالغیب نہیں رکھتا"

بات کہاں سے کہاں جا پہنچی ؎

جب ذکر چھڑ گیا قیامت کا
بات پہنچی تیری جوانی تک

ارشد صاحب سے مشاعروں اور مذاکروں میں کبھی کبھار ملاقات ہو جاتی مگر یہ عام ملاقات ہوتی تھی وہ مقررین کی صف میں ہوتے اور ہم سامعین کی صف میں کئی سال اس طرح بیت گئے حتیٰ کہ جنوری ۱۹۷۵ء میں جب راقم الحروف ان کی ایک سرائیکی غزل کی تصحیح کے لئے ان کے پاس پہنچا تو قدرے تفصیلی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ملاقات ہوئی۔ وہاں ان کے پاس دوا سے "ریڈیول" لینے والوں کے علاوہ اصلی مریضوں کی بھی بھیڑ لگی تھی اور ہمارے ارشد صاحب بیک وقت تین زبانوں مراٹھی، پنجابی اور اردو کے ڈاکٹر بنے مریضوں سے مصروف گفتگو تھے۔

جب میری باری آئی تو میں نے کہہ دیا "آپ دوسرے مریضوں سے فارغ ہو لیں۔" "شکریہ" کہہ کر دوسرے مریضوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور میں ان کے چہرے کو پڑھنے لگا۔ پہلے مشاعرے والی ملاقات کو دس بارہ سال کا طویل عرصہ گذر چکا تھا۔ مگر ارشد صاحب کی شکل وصورت میں ذرا بھر بھی تبدیلی نہ دیکھی سوائے اس کے کنپٹی کے چند بال سفید ہو گئے تھے۔ ارشد صاحب سنہ ۱۹۲۲ء میں عالم ارواح سے بزم وجود میں تشریف لائے۔ اس لحاظ سے تو ان کے چہرے پر جھریوں کے نشان ہونے چاہئیں تھے اور ان کو کمر پہ ہاتھ رکھ کر اٹھنا چاہئے تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ خدا جانے مرزا مسرت بیگ، پروفیسر عاصی کرنالی اور ارشد ملتانی کے ہاتھ مصری ممیوں پر لگانے والا مسالہ یا کوئی "مجرب نسخہ" آگیا ہے کہ عمر کے لحاظ سے بوڑھے ہونے کے باوجود درحقیقت مجھے نظر نہیں آتے۔ جب سے ہوش کی آنکھ سنبھالی ان حضرات کو اسی طرح دیکھا۔

مرزا مسرت بیگ صاحب ملت سکول سے ترقی کر کے ملت کالج پہنچے پرنسپل بنے۔ ریٹائر ہو گئے مگر یار نہ مانی "ع ابھی تو میں جوان ہوں" کہہ کر "ملت اکیڈمی" کے پرنسپل بن بیٹھے۔ بورڈ کے دفتر، مسرور ہے یا قلعہ کہنہ قاسم باغ میں ملاقات ہوتی ہے۔ اس تیز رفتاری سے دوڑتے ہیں کہ ہم نوجوان

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

روز میں تو سانس پھول جائے۔ ہم ذرا بے ساختہ مری ہوئی آواز میں "السلام علیکم" کہتے ہیں اور وہ خالص لکھنؤ کے "تڑکے" کی طرح "وعلیکم السلام" کہہ کر یہ جا۔ وہ جا ہم سے آگے نکل جاتے ہیں۔

کچھ یہی صورت احوال ہمارے ارشد ملتانی صاحب کی ہے۔ "ہاں جی اب آپ فرمائیں، میں اب فارغ ہوں"۔ میں اپنے خیالات میں گم تھا کہ ارشد صاحب نے مریضوں سے فارغ ہو کر فرمایا۔ جب میں نے انہیں اپنا "مرض" بتایا تو مسکرانے فرمانے لگے "میں تو آپ کو ......" "امراض مخصوصہ کا مریض سمجھا تھا" میں نے لقمہ دیا اور ہم دونوں قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

پہلی باقاعدہ ملاقات ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ نہ انہوں نے "بزرگ" بننے کی کوشش کی نہ میں نے انہیں بزرگ مانا بلکہ اپنا "گمشدہ دوست" سمجھ کر وہ سوال بھی کر دیا جو میں مرزا عصمت بیگ اور پروفیسر عاصی کرنالی سے کرنا گستاخی سمجھتا تھا۔ یعنی وہی "سدا سہاگن" رہنے کا۔ کہنے لگے "عزیز صاحب! نہ ہی بزرگوں کا کوئی "نادر مجرب نسخہ" ہاتھ آیا ہے اور نہ ہی میری صحت کسی نامعلوم پہاڑ پر رہنے والے کسی بزرگ کی دعا کا کرشمہ۔ اچھی صحت قدرت کا عطیہ ہے اور اس کے لئے خدا کا شکر گزار ہوں"۔ میں نے ان کا شعر دہرا کر پوچھا "کیا آپ واقعی میر اور درد کی طرح عشق میں خوار ہوئے یا یہ صرف آپ کا شاعرانہ چونچلا تھا؟" مسکرا دیئے۔ کہنے لگے "عزیز صاحب اس ذکر کو جانے دیجئے ؎

ناکامیِ عشق یا کامیابی
دونوں کا حاصل خانہ خرابی"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس پہلی ملاقات کے بعد ملاقاتوں کا تانتا بندھ گیا اور نتیجتاً ارشد صاحب اب ہمارے "مستند" اور پکے دوست ہیں۔

ع ہر کہ شک آرد کافر گردد

اور یہ ہیں ارشد ملتانی جو آپ کو اپنی ڈسپنسری میں ملیں گے۔ وہاں نہ ہوں تو بابائے سرائیکی ڈاکٹر مہر عبدالحق کی بیٹھک پر ملیں گے۔ وہاں ملاقات نہ ہو سکے تو اخبار پر نظر دوڑائیے۔ کوئی محفل مشاعرہ، مجلس مذاکرہ اور کتاب کی افتتاحی تقریب چھپی نظر نہ آئے تو "دہلی مسلم ہوٹل" میں احتیاطاً جھانک لیجئے وہاں چائے کی چسکی لگا کر شعر زیر لب گنگناتے ضرور مل جائیں گے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پروفیسر عاصی کرنالی

پروفیسر عاصی کرنالی کو میں نے سب سے پہلے گورنمنٹ کالج سرل لائنز ملتان کے ایک مشاعرے میں دیکھا اور سنا۔ سرخ و سفید رنگت، سرو قامت، ہلکی جسامت، کشادہ پیشانی، باریک ابرو، نیم وا آنکھیں جن سے ہر وقت مسکراہٹ جھانکتی رہتی ہے، ستواں ناک، ہونٹ گلابی، سفید دانت، کلین شیو، چال ع موجِ خرامِ یار بھی کیا گل کتر گئی۔ خود بھی حسین کلام بھی حسین۔

کالج کی مخلوق خدا کی پناہ۔ بڑے سے بڑے شاعر کو اڑانے پر آئیں تو کس میں یہ مجال کہ انہیں روک یا ٹوک سکے۔ مگر اس دن عاصی کرنالی کو بڑے ادب اور احترام سے سنا گیا۔ عاصی صاحب نے آزاد نظم پڑھی تھی۔ میں نہ اس وقت، اس حسنِ اظہار کے درآمدی پودے سے متفق تھا نہ آج ہوں البتہ عاصی صاحب کے لب و لہجے، اور ریشمی ریشمی الفاظ کی نغمگی نے ان کا مداح بنا دیا۔ دل میں ایک لہر اٹھی کہ کاش یہ شخص "بلینک ورس" کی بجائے غزل کہے تو نادر تشبیہات، اچھوتے استعارات، بولتے ہوئے مصرعے، گنگناتے ہوئے الفاظ سے سحر طراز یاں کرے۔

جب راقم الحروف اپنی تعلیم مکمل کر کے تعلیمی بورڈ ملتان میں ڈاکٹر محمد اسلم چغتائی ڈپٹی ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز کی مساعی جمیلہ سے کلرکی کے "عہدہ جلیلہ" پر فائز ہوا تو عاصی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

صاحب سے گاہے بگاہے ملاقات ہونے لگی کبھی وہ ایوارڈز لے کر دفتر آتے اور کبھی کمیٹی آف کورسز کے اجلاس میں بطور کنوینر تشریف لاتے۔ مگر شعر و ادب پر کبھی گفتگو نہ ہو سکی بھلا ایک "کلرک" میں یہ بوتا یہ قابلیت کہاں کہ وہ کمیٹی آف کورسز کے کنوینر سے شعر و ادب پر بات چیت کر سکے۔ اگر قابل ہوتا تو کلرک کیوں بنتا؟

دفتر کے علاوہ اب بھی مشاعروں میں ملاقات ہوتی اور یہ دیکھ کر دلی خوشی ہوئی کہ انہوں نے "بلینک ورس" سے ہاتھ اٹھا لیا اور غزل کی "قیود" (قافیہ ردیف۔ بحر وغیرہ) کے جوئے کو از خود اپنے گلے ڈال لیا۔ نتیجتاً ان کے ہمعصر مغربی شاعری کے گلے لگا کر ابہام کے خارزار میں پھنستے چلے گئے لیکن عاقبی صاحب کی شاعری نکھرتی اور سنورتی چلی گئی۔ عاقبی صاحب ترقی پسند ضرور ہیں مگر ان لوگوں میں سے نہیں جو ترقی پسندی اور جدیدیت کی آڑ میں روایاتِ شعری کی قبر کھودتے ہیں، مذہب کا تمسخر اڑاتے ہیں، عریانی کو حقیقت نگاری کا نام دیتے ہیں اور سمبلزم (کے نام پر ابہام کا فروغ، تراکیب شعری کی بدعت اور علامتوں کی دور از کار اور بعید از فہم موشگافیاں کرتے ہیں قافیہ ردیف وزن اور بحر کو خیالات کے ابلاغ کے لئے سنگ گراں سمجھتے ہیں۔ برصغیر میں بیٹھ کر ماسکو، امریکہ، لندن، پیرس کی شعری روایات کا ذکر کرتے ہیں۔ جدید ترقی پسند شاعری کے "امام" جوش، فیض، ن۔م راشد اور ظہیر کاشمیری وغیرہ نے شعری تجربات کی عمارتیں ملکی روایات کی زمین پر تعمیر کی ہیں مگر ان کے "مقلدوں" نے ابہام، علامات اور نفسیاتی تجزیے کے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پھاوڑے سے گراں عمارات کو بھی مسمار کردیا ہے۔ عوام کا تو کیا مذکور (اگرچہ یہ شعرا خود کو عوامی کہتے ہیں) خواص بھی ان کی چیتاں تراکیب کو سمجھنے سے عاجز ہیں۔ درد کا چاند، زہر وفا، دکھ کا ساگر، شکستِ آہنگِ حرف و معنی اور زہریلے عناصر کے معنی آپ کسی ڈکشنری میں نہیں پائیں گے (الا یہ "ترقی پسند" اپنی نظم آزاد میں استعمال کردہ ان معمہ نما تراکیب کی خود تشریح نہ کریں۔ یہی وجہ ہے کہ عاصی صاحب بہت جلد ان سے الگ ہوکر اپنی شاہراہ پر چل نکلے اور آج ان خود ساختہ "ترقی پسند شعرا" سے کوسوں آگے نظر آتے ہیں۔ جبکہ وہ اپنی ابہام گری کے دلدل میں ایسے پھنسے ہیں کہ دن بدن قعرِ گمنامی میں گرتے چلے جارہے ہیں۔

عزیزانِ محترم کا مسودہ تیار ہوچکا تو زبان و بیان کی اغلاط درست کرانے کے لئے قرعہ فال عاصی کرنالی کے نام پڑا۔ برادرم حبیب بٹالوی ان کو پڑھانے کے لیے لے گئے۔ میں ان کے ساتھ نہ تھا۔ انہوں نے انتہائی معروفیت کے باوجود نہ صرف زبان و بیان کی اغلاط درست کردیں بلکہ اپنے قیمتی اور "چنگے" مشوروں کی دولت سے بھی مالا مال کیا۔

عاصی صاحب ۱۹۲۷ء میں کرنال میں پیدا ہوئے اس لحاظ سے انہیں ہمارا "بزرگ" ہونا چاہئے تھا مگر جب بزرگی کے آثار ہی نظر نہ آئیں تو ہم انہیں کیونکر "بزرگ" تسلیم کریں۔ وہی دس بارہ سال قبل والا نقش جمائے بیٹھے ہیں دھان پان نازک اندام و نازک خرام ہونے کے ...... باوجود آدھی درجن بچوں کا بوجھ اپنے ناتواں کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور اُف

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تک نہیں کرتے۔ ان کا بڑا صاحبزادہ ہم سے کوئی دو چار سال ہی چھوٹا ہو گا مگر آج تک خاندانی منصوبہ بندی والوں کا منہ چڑا کر بچے بھی "ایزاد" فرما رہے ہیں اور غزلیں بھی یعنی مادی اولاد بھی بڑھ رہی ہے روحانی اولاد بھی۔ ان کا پہلا مجموعہ کلام "رنگِ جاں" مکتبہ انسانیت والوں نے چھاپا۔ اور دوسرا "جشنِ خزاں" آئینہ ادب لاہور والوں نے۔ شاعری کا شوق بچپن سے ہے۔ پہلی نظم جب لکھی تو نویں جماعت میں پڑھتے تھے یہ نظم مسلم لیگ سے متعلق تھی اور مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے اسے "زمیندار" کے صفحہ اول پر چھاپا۔ شاعری میں تلمیذ الرحمٰن ہیں ایک آدھ غزل استاد احسان دانش صاحب کو بھی دکھائی مگر باقاعدہ شاگردی کسی کی نہیں بقول ان کے زمانہ ان کا استاد ہے البتہ تحفظ الفاظ اور بندش وغیرہ کے سلسلے میں اپنے سے کمتر سخنور اور سخن شناس لوگوں سے بھی مشورہ کرنے میں عار نہیں سمجھتے۔ قدما میں میر، غالب اور اقبال اور ہم عصر شعرا میں احمد ندیم قاسمی احسان دانش اور عبدالعزیز خالد کی شاعری کے معترف ہیں۔ اقبالؒ کو اس صدی کا سب سے بڑا الہامی شاعر مانتے ہیں اور ان کا یہ شعر انہیں دل و جان سے پسند ہے سے

ایسا جنوں بھی دیکھا ہے میں نے جس نے سیئے ہیں تقدیر کے چاک

ہمیشہ تحت اللفظ غزل پڑھتے ہیں اور ترنم کو "لے کاری اور "نگے بازی" گردانتے ہیں۔

شوق ہے اچھی طرح کے نفیس ایڈیشن کتابوں کے جمع کرنے کا اور نالاں ہیں گرانی کے ہاتھوں جس نے "روٹی کپڑے اور مکان" کے چکر میں ایسا جکڑ لیا ہے کہ اچھی کتابوں کا سیٹ خریدنا تو رہا ایک طرف صرف ایک اچھی سی کتاب بھی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

خریدنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہو گیا ہے مثلاً عبدالعزیز خالد کی کتابوں کا سیٹ چرایا تو جا سکتا ہے مگر خریدا نہیں جا سکتا الا عبدالعزیز خالد خفا ظرف قدح خوار دیکھ کر تحفتہً عطا فرمادیں رحم سا ہاں را چہ عجب گر بنوازند گدا را

ہمارے حاقی گرنالی صاحب بھی بہت معروف زندگی گذار رہے ہیں کالج سے گھر اور گھر سے ملت اکیڈیمی وہاں سے ایوان ملتان۔ ایوان ملتان سے ریڈیو پاکستان یا پھر ملت اکیڈیمی سے اُٹھ کر کسی مجلس مذاکرہ کی صدارت فرما رہے ہونگے یا کسی مشاعرہ میں نرم نرم الفاظ، میٹھی میٹھی آوازیں، لوچدار انداز بیاں، کنوارے کنوارے لہجے کہ جس سے انکا منہ چومنے کو جی چاہے اور آنکھوں اور کشادہ پیشانی پر پھیلتی اور چھلکتی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ اپنی یہ دل نشیں غزل پڑھ رہے ہونگے۔

تیرے جلوؤں کا ہجوم اور کدھر جائے گا
یہ گلستان تو میرے دل میں اُتر جائے گا
میں دعا گو ہوں سلامت رہے یہ رنگِ جمال
رنگ پھر رنگ ہے اک روز بکھر جائے گا
مادۂ مریخ سے انسان کو گذر جانے دو
جب یہ لوٹے گا تو غاروں میں اُتر جائے گا
زندگی فصلِ بہاراں کی طرح دے گی فریب
آدمی پھول کی مانند بکھر جائے گا
تو میرے سینۂ بیتاب پہ یوں ہاتھ نہ رکھ
دل اگر زور سے دھڑکا تو ٹھہر جائے گا

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ع

ابھی اگلی شرافت کے نمونے پائے جاتے ہیں

بزرگانِ محترم

ع

گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"کتاب اللہ اور سنت کے صدقے جائیے - خود
بولتی ہے کہ میں [illegible] تمہاری نبی ہوں - بابو! اس کی قسمیں دکھایا کرو
اسے بٹھا کر (سید احمدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی طرح تو یہی
اقبال کی طرح ــــــــ دیکھا اس نے قرآن کو قرآن میں ڈوب
کر پڑھا تو مغرب کی دانش پر یہ بول رہا - وہ تمہارے بتکدوں میں
اللہ اکبر کی صدا تھا۔"

(امیر شریعتؒ)

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لیلائے اردو کا مجنوں
ڈاکٹر سیّد محمد عبداللہ

مت سہل ہمیں جانو، پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انساں نکلتے ہیں

تھرڈ ایئر میں پڑھتے تھے کہ ایک دن پروفیسر ریاض زیدی صاحب نے بتایا کہ آج چار بجے گورنمنٹ کالج سول لائنز میں ڈاکٹر سید عبداللہ کا لیکچر ہے آپ لوگ ضرور بروقت پہنچیں۔ ڈاکٹر دل کے ہوں یا زبان (Language) کے باتیں خشک ہی کرتے ہیں مگر ڈاکٹر سید عبداللہ میں یہ بات نہیں ہے۔ ان کا لیکچر اتنا دلچسپ ہوتا ہے کہ قاری چاہتا ہے ع
وہ کہیں اور سنا کرے کوئی
زیدی صاحب نے اردو زبان کی چٹیک دل میں پیدا کر دی تھی۔ سید صاحب کا لیکچر سننے کے لئے وہاں پہنچے تو سامعین کی صفوں کو مفلس کی ہتھیلی کی طرح خالی اور مقررین کی جگہ کو تا دوس فل پایا۔ یہ بات مقررین کے لئے جو اپنی بغلوں میں "داستان امیر حمزہ" کی ضخامت کے "مقالات"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دبائے ہوئے تھے۔ حوصلہ شکن تھی مگر وہ ہار ماننے پر راضی نہ تھے۔ چنانچہ انہوں نے سامعین کا انتظار کرنے کی بجائے اپنی ہی صف کے لوگوں کو ڈاکٹر صاحب پر لکھے ہوئے مقالات سنانا شروع کر دیئے، عنوانات مختلف تھے مگر آخری تان اس پر آن کر ٹوٹتی تھی کہ وہ سید صاحب کے بہت بڑے معتقد یا شاگرد ہیں اور سید صاحب کا کلاس لیکچر بہت دلچسپ ہوتا تھا۔ اور دلچسپ اس لئے ہوتا تھا کہ سید صاحب لطیفے بہت سنایا کرتے تھے۔

جب سید صاحب کی باری آئی تو سامعین کی صفیں بھی بھر چکی تھیں تالیوں کی گونج میں ڈائس پر تشریف لائے۔ گوری چٹی رنگت، لانبا قد، کلین شیو، سر پہ جناح کیپ ہلکے سلیٹی رنگ کا سوٹ زیب بدن اور آلہ مکبر الصوت دائیں کان میں لگائے ہوئے تھے۔ دھیمے لہجے میں تقریر شروع کی۔ ابتداً تمام مقررین کا نوٹس لیا اور فرمایا "ان فاضل مقررین حضرات کے "پُر مغز" مقالات سے تو صرف ایک بات واضح ہوتی ہے وہ یہ کہ میرا کلاس لیکچر بہت دلچسپ ہوتا تھا اور دلچسپی کی وجہ وہ لطائف تھے جو میں دوران لیکچر سنایا کرتا تھا۔ ہر استاد کا اپنا طریق تدریس ہوتا ہے۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ میرے شاگردوں کو کسی قسم کی تشنگی محسوس نہ ہو۔ ادب کی تاریخ اور تنقید کی خشکی کو چٹکیوں اور لطیفوں کی خنکی سے خوشگوار بناتا ہوں۔ یہ اور بات ہے کہ میرے ان شاگردوں اور معتقدوں کو میرے لیکچر یاد نہ رہے صرف لطیفے ہی یاد رہ گئے۔"

اس دن سید صاحب کے لیکچر کا موضوع غالباً اردو زبان کا فروغ تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور قومی زبان کی ترقی و فروغ کے سلسلے میں ایک مشورہ یہ دیا کہ علاقائی زبانوں کو اردو کا مدِ مقابل نہ سمجھنا چاہیے اور نہ ہی انہیں مدِ مقابل بنانا چاہیے بلکہ ہر علاقائی زبان کے عام فہم الفاظ اردو میں شامل کرنا چاہییں تاکہ اردو جامد ہو کر نہ رہ جائے۔

میلائے اردو کے مجنوں — ڈاکٹر سید عبداللہ سے یہ میرا باقاعدہ تعارف تھا۔ اس سے پیشتر میں نے ہفت روزہ "چٹان" لاہور میں ان کے چند مضامین پڑھے تھے اس کے بعد بی اے میں "لطیف نثر" اور "لطیف غزل" نظر سے گذریں جو سید صاحب کے کلاس لیکچروں کا مجموعہ ہیں۔ ان کے مرتب جناب ممتاز منگلوری نے اپنے طور پر بہت محنت اور کاوش سے تیار کئے ہیں۔ ان لیکچروں میں سید صاحب کا رنگ پورے طور پر واضح تو نہیں پھر بھی مواد اور اشارات کے لحاظ سے خاصے کی چیز ہیں۔

میر اور اقبال سے سید صاحب کو عشق ہے۔ لطیفِ اقبال اور نقدِ میر ان کے عشق پر دال ہے۔ میرا یہ منصب نہیں کہ ان کی طرزِ تحریر پر کوئی رائے زنی کروں البتہ یہ بات کہے بغیر رہ نہیں سکتا کہ ان کی نثر میں حالی اور بابائے اردو مولوی عبدالحق مرحوم کی سادگی پائی جاتی ہے لیکن یہ سادگی بے لطف اور سپاٹ نہیں اس میں طنز کی چٹکی اور مزاح کی چاشنی بھی ملتی ہے۔ سید صاحب مقالہ نگار کے ساتھ ساتھ اردو کے ایک بلند مرتبہ نقاد بھی ہیں۔ مگر کلیم الدین احمد کی طرح ہاتھ میں دو دھاری تلوار لے کر ہر سامنے آنے والے کو شہید کر کے خود مرد غازی نہیں بنتے۔ محمد حسین آزاد کی مانند اپنے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ممدوح کے وجود کو بلند بالا ثابت کرنے کے لئے اُس کے مدِمقابل پر خاک نہیں اُڑاتے۔ ناقی زاویہ کو سیاہی زادہ ثابت کرنے کے لئے اس کے ہاتھ سے استرا لے کر تلوار نہیں تھماتے اور نہ ہی کراچی کے "حاجی بغلول" نقاد کی طرح تنقید کرتے ہیں کہ قاری کو تنقید کا سرا نہیں ملتا اور وہ تحریر کے الجھاؤ میں اُلجھ کر رہ جاتا ہے۔ سید صاحب شاعر و نثر نگار پر تنقید کرتے ہیں تو اس کی تخلیق کے معائب و محاسن دونوں کو سامنے لاتے ہیں۔ اس کے ماحول، حالات اور واقعات پر سیر حاصل تبصرہ کرتے ہیں جس سے ایک ہمدردانہ نکتہ نظر وجود میں آتا ہے اور اسی ہمدردانہ نکتہ نظر کی ہماری تنقید میں کمی ہے۔

ایک زمانے میں سید صاحب کو یہ جنون ہوا کہ مال روڈ کی دکانوں کے تمام بورڈ اردو میں لکھے ہونے چاہئیں پھر کیا تھا چند دیوانوں کو ساتھ لیا اور چل کھڑے ہوئے۔ تاجروں اور دکانداروں نے ان کی معروضات سنیں کچھ وقت کے لئے جاگ اُٹھے۔ اشیاء کی قیمتیں بڑھا کر بورڈ اردو میں لکھوا دیئے۔ سید صاحب بھی خوش ہو گئے۔ جیسے پوری قوم نے "فرنگن" کو طلاق دے کر "اردو بانو" کو اپنا لیا ہو۔ ان کی یہ خوشی عارضی ثابت ہوئی تاجروں نے ایک ڈیڑھ ماہ بعد اردو بانو کی سوکن "فرنگن" کو طلاق کے بغیر پھر سر پر بٹھایا اور ہمارے سید صاحب یہ تماشہ دیکھتے رہ گئے۔ قوم کے بارے میں جو غلط فہمی یا خوش فہمی اقبالؒ کو تھی کہ

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

وہی غلط فہمی یا خوش فہمی سید صاحب کو بھی تھی حالانکہ برصغیر کے مسلمانوں کو خواب

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

غفلت سے جگانے کیلئے جتنے ہادی آئے آخر میں مایوس ہی گئے۔ ان میں سید صاحب کا ممدوح امام عشق جنوں ——— ابوالکلام بھی تھا جس کے حیکا تے کا انداز سب سے جدا تھا۔ اس کی رجز خوانی ملاحظہ ہو۔

"آہ تمہاری غفلت سے بڑھ کر اچنبھے کی کوئی بات نہ ہوگی اور تمہاری نیند کی سنگینی کے آگے پتھروں کے دل چھوٹے گئے۔ آہ تم ایسے نہ تھے میں کیا کروں اور کہاں جاؤں اور کس طرح تمہارے دلوں کے اندر اتر جاؤں اور یہ کس طرح ہو کہ تمہاری روحیں پلٹ آئیں اور تمہاری غفلت مر جائے۔ یہ کیا ہو گیا ہے کہ پاگلوں سے بھی بدتر ہو گئے ہو اور شراب کے متوالے تم سے زیادہ غلط نہیں تم کیوں اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہو اور کیوں تمہاری عقلوں پر طاعون چھا گیا ہے کہ سب کچھ کہتے اور سمجھتے ہو پر شتر راستبازی کی راہ تمہارے آگے کھلتی ہے۔ اور نہ گمراہیوں کے نقش قدم چھوڑتے ہو۔"

بالآخر الہلال والے ابوالکلام نے بھی ہار مان لی اور کہا کہ میں اس عہد اور اس زمانے کے لائق نہ تھا اور چھوڑ دے اور جڑیا غبار خاطر۔ جسے سید صاحب ابوالکلام کے نصف انحطاط کی یادگار رکھتے ہیں کی کہانی لکھنے بیٹھ گیا۔

ڈاکٹر سید عبداللہ کے ممدوح کی طرح راقم الحروف کے ممدوح امیر شریعت سید عطا اللہ شاہ بخاری کو بھی قوم کے آگے ہتھیار ڈالنے پڑے شاہ جی جیسا قرآن خوان، لسان اور ساحر مقرر اور مصلح صدیوں میں پیدا ہوتا ہے مگر تین سو سالہ غلامی نے ذہن پر زنگ آلود کر دیئے ان کی باتوں پر کون کان دھرتا

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"چالیس برس لوگوں کو قرآن سنایا۔ پہاڑوں کو سناتا تو عجب نہ تھا کہ انکی سنگینی کے دل چھوٹ جاتے۔ غاروں سے ہمکلام ہوتا تو جھوم اٹھتے چٹانوں کو جھنجھوڑتا تو چلنے لگتیں۔ سمندروں سے مخاطب ہوتا تو ہمیشہ کے لئے طوفان بلند ہو جاتے۔ درختوں کو پکارتا تو وہ دوڑنے لگتے۔ کنکریوں سے کہتا تو لبیک کہہ اٹھتیں۔ مرمر سے کہتا تو وہ موم ہو جاتی۔ دھرتی کو سناتا تو اس کے سینے میں بڑے بڑے شگاف پڑ جاتے جنگل لہرانے لگتے۔ صحرا سرسبز ہو جاتے۔ لیکن میں نے ان لوگوں کو خطاب کیا۔ جن کی زمین بنجر ہو چکی ہیں۔ جن کے ہاں دل ودماغ کی کمی ہے۔ جن کے ضمیر عاجز آچکے ہیں۔ جو برف کی طرح ٹھنڈے ہیں جن کی بستیاں انتہائی خطرناک ہیں۔ جن میں ٹھہرنا المناک اور جن سے گذر جانا خطرناک ہے۔ جن کے بڑے معبود کا نام طاقت ہے۔"

بات کہاں سے کہاں جا پہنچی۔ سید صاحب ہمارے ملک کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ اردو زبان کی ترقی کے لئے ان کی خدمات تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں۔ اردو کے ہر پرستار کے دل میں ان کے لئے ادب و احترام پایا جاتا ہے مگر حکومتی سطح پر مولانا غلام رسول مہر مرحوم کی مانند ان سے کوئی اجتماعی اور قومی کام نہیں لیا جارہا۔ اردو انسائیکلوپیڈیا کی تیاری کا پروپیگنڈہ بہت ہے مگر عدم توجہی کی وجہ سے کام بہت کم ہو رہا ہے اور پھر سید صاحب عمر کی اس منزل پر ہیں جہاں شوق بادیہ پیمائی تو ہوتا ہے مگر قوت بادیہ پیمائی نہیں۔ ان کا حوصلہ ہے یا اقبال کا عشق کہ آج کل ہفت روزہ چٹان میں اقبال اور کلام اقبال پر گرانقدر مقالے سپرد قلم کر رہے ہیں اور

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بے توفیق دانشوروں اور خود ساختہ "منکرینِ اقبال" کا منہ چڑا رہے ہیں۔

با ایں ہمہ ضعف و نا توانی
واقی! چہ کارہا نہ کردیم

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

"زندگی بھی کیا ہے: تین چوتھائی جیل میں کٹ گئی
ایک چوتھائی ریل میں۔ جتنے دن جیل سے باہر رہا لوگ گلے کا
ہار بنتے گئے۔ آج کلکتہ، کل ڈھاکہ، پرسوں لکھنؤ، لکھنؤ سے
بمبئی، پھر آگرہ، آگرہ سے دہلی، دہلی سے لاہور، لاہور سے پشاور،
پشاور سے کراچی۔ سال کے تین سو پینسٹھ دنوں میں تین سو چھیاسٹھ
تقریریں کی ہوں گی۔ میں نے تقریر کی، لوگوں نے کہا واہ شاہ
جی! واہ۔ میں قید ہو گیا۔ لوگوں نے کہا: آہ شاہ جی آہ۔ اللہ
واہ۔ آہ یہی میرے لئے تمغہ ہے۔"

(امیر شریعتؒ)

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

علامہ غلام شبیر بخاری

خواجہ برکت اللہ انصاری نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ وہ دبلے پتلے سے خشخشی داڑھی والے، سفید قمیض اور پاجامہ زیب تن کئے، سر پر ٹوپی سجائے، آنکھوں پر عینک چڑھائے، کمرے کی درمیان کی کرسی پر جو صاحب بیٹھے لکھنے میں معروف ہیں وہی علامہ غلام شبیر بخاری ڈائریکٹر ایجوکیشن ملتان ہیں۔ میرا سر چکرانے لگا کہ یا اللہ ایسے ہوتے ہیں علامہ ان سے پہلے میں نے دو چار علامہ دیکھے تھے۔ حضرت قبلہ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ، حضرت علامہ دوست محمد صاحب قریشی مرحوم، حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری دامت برکاتہم وغیرہ مگر علامہ غلام شبیر بخاری کے سر پر نہ دستارِ فضیلت تھی نہ اُن کا قبہ شکم گنبدِ فلک کی ہمسری کا دعوے دار تھا۔

علامہ صاحب فی الواقع اردو علم و ادب کے علامہ فہامہ ہیں علوم اسلامیہ پر وہ خورد دانی رکھتے ہیں یہ اور بات ہے کہ بعض لوگوں کو ان سے دوستانہ گلہ ہے کہ وہ اردو ادب کو مسلمان بنانے پر اُدھار کھائے بیٹھے ہیں ان کا بس نہیں چلتا ورنہ اردو پر عربی کا خول چڑھا دیں۔ اِن شکایت / گلہ گزاروں میں "افکارِ پریشاں" کے خالق جسٹس ایم۔ آر۔ کیانی مرحوم سرِ فہرست ہیں۔

میں نے پوچھا یہ اکادمی کیا بلا ہے؟ شبیر بخاری کو بھی احساس تھا کہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یہ لفظ میری بساط سے باہر ہے۔ انہوں نے مہربانی فرما کر توضیح کی کہ یہ انگریزی لفظ اکیڈمی کی تعریب ہے۔ اب اگر تعریب کا لفظ اکادمی سے کم ثقیل ہو تو آپ مجھے جو چاہیں سزا دیں۔ تعریب سے مطلب عربی میں ڈھالنا ہے مگر میرا مقصد یہ نہیں تھا کہ یہ تعریب ہے یا تغریب۔ میں یہ پوچھ رہا تھا کہ اکادمی ہے کیا چیز؟ اس پر بخاری صاحب نے دستور العمل کی ایک نقل دی۔ جس دفعہ ایک میں لکھا ہے کہ اردو زبان کے تحفظ و تحقیق و فروغ و اشاعت کا نام ہے۔ اردو اکادمی۔ یہ دستور العمل پڑھ کر تو میں سر سے پاؤں تک معرب ہو گیا اور جسم سے عربی ٹپکنے لگی۔"

علامہ صاحب عام طور پر ہر سائل کو پورے طور پر مطمئن کر دیتے ہیں ان سے مل کر جی خوش ہوتا ہے کہ علم و ادب کے ایک چلتے پھرتے انسائیکلوپیڈیا سے ملاقات کی ہے ؎

بہت جی لگتا ہے صحبت میں ان کی
وہ اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں

مگر بوقت ملاقات کوئی اپنی علمیت / ڈگری کا جعلی عکس ڈالنے کی کوشش کرے تو پھر علامہ صاحب سے جان چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔ "اچھا اچھا آپ ایم۔ اے عربی اور ایم۔ اے اسلامیات ہیں۔ ماشاءاللہ ماشاءاللہ یہ تو فرمائیں کہ صحاح ستہ سے کون کون سی کتب حدیث مراد ہیں؟ دعائے قنوت تو آپ کو یاد ہو گی۔ ذرا وہ تو سنائیں۔ پانچواں کلمہ کون سا ہے؟"

بھلا ہم روایتی اور موروثی مسلمانوں سے ایسے سوالات کرنا علامہ صاحب

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کی زیادتی نہیں تو اور کیا ہے؟ میر اور غالب کے ایک نام نہاد پرستار سے انٹرویو کے دوران اچانک رئیس المتغزلین جگر مراد آبادی کا اصل نام پوچھ بیٹھے۔ اُسے اصغر گونڈوی کا کوئی شعر سنانے کو کہا۔ جوش کا اصل وطن پوچھ بیٹھے۔ اس کا مبلغ علم گٹ بھرو گائیڈیں تھیں۔ وہ بیچارہ اس اچانک حملہ ترکانہ سے سہم گیا اور کمرے سے باہر آگیا۔

علامہ صاحب آج کے ہر طالب علم سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ ان کی طرح علم کا سمندر ہوگا۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ موجودہ دور کے نت نئے نظام سے یہ توقع ہی عبث ہے کہ وہ کوئی "شاہین بچہ" پیدا کرے گی۔ ان کا دور سیاسی غلامی کے باوجود علمی اور ادبی لحاظ سے عروج کا دور تھا۔ اسی دور میں شبلی، سرسید اور علامہ میر حسن جیسے اُستاد اُبھرے جنہوں نے اپنے پیچھے سید سلیمان ندوی، مولانا ظفر علی خانؒ اور علامہ اقبالؒ جیسے نابغہ عصر جانشین چھوڑے آج نہ ویسے اُستاد ہیں نہ شاگرد۔ جیسی روح ویسے فرشتے۔ نتیجۃً ہم ذہنی افلاس میں افسوسناک حد تک مبتلا ہیں اور ہماری علمی قابلیت کو باوجود بلند بانگ دعاوی کے کوڑھ لگ چکا ہے۔

علامہ صاحب نے اتنی شیروانیاں نہیں بدلیں جتنے عہدے بدلے ہیں اور اتنے عہدے نہیں بدلے جتنی جگہیں / مقامات بدلے ہیں۔ آج بہاولپور میں ہیں تو کل لاہور میں۔ پرسوں اسلام آباد اور اترسوں ملتان۔ گویا کہہ سکتے ہیں کہ

؎ ایک چکر ہے میرے پاؤں میں زنجیر نہیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

افسوس اس بات کا ہے کہ علامہ صاحب جیسے نابغہ ماہر تعلیم سے کوئی قومی فائدہ نہیں اُٹھایا جا رہا۔ ڈائریکٹر ایجوکیشن کا عہدہ ان کی علمی قابلیت سے فروتر نظر آتا ہے۔ اور پھر ڈائریکٹر ایجوکیشن ملتان کا عہدہ پھولوں کی سیج نہیں کانٹوں کا بستر ہے۔

"مطبوعہ ہفت روزہ "اذان" ملتان"

جنوری ۱۹۷۵ء

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پروفیسر میاں سعید اختر مرحوم

سے

تیری یاد باقی تجھا غم سے ملامت
بسکتا نہیں کسی تجسین میں

پروفیسر میاں سعید اختر کو مرحوم لکھتے ہوئے قلم کانپتا ہے دل کانپتا ہے اُن جیسا قابل اُستاد، ان جیسا پیارا اکبر الدان جیسا عظیم انسان میری نظر سے نہیں گزرا۔ بحیثیت ایک قابل اُستاد اُن کی قابلیت کا ادنیٰ ثبوت یہ تھا کہ برصغیر کے مشہور ترقی پسند شاعر اور "ماورا" کے مصنف جناب ن م راشد کے چھوٹے بھائی پروفیسر ذ جرف ۔م ماجد کے استاد تھے۔ استاد کو اپنے ہونہار شاگرد پر فخر تھا اور شاگرد اپنے استاد پر نازاں تھا۔ راجہ صاحب جب ملتان بورڈ کے چیئرمین بنے تو میاں صاحب کو باصرار حیدرآباد سے ملتان لے آئے اور میاں صاحب کنٹرولر امتحانات کے عہدہ پر فائز ہوئے۔

چند ہی دنوں میں انہوں نے اپنی ذاتی وجاہت و شرافت، بلند اخلاق اور مربیانہ سلوک کی بنا پر دفتر کے ہر چھوٹے بڑے اہلکار کے دل میں گھر کر لیا۔ سٹاف میں ان کی حیثیت ایک آفیسر کی نہیں بلکہ ایک شفیق باپ اور ہمدرد بڑے بھائی کی تھی وہ ہر خوشی اور غمی میں ہر کسی کے ساتھ ایک خوشی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حیثیت سے شریک ہوتے۔ ان کے پرسنل سٹاف میں ارشد صاحب کی شادی ہوئی۔ جب وہ واپس آئے تو میاں صاحب نے نہ صرف اس کے پاس جا کر مبارکباد دی بلکہ شادی کے تحفے کے طور پر ایک سوٹ کا کپڑا بھی عطا فرمایا۔ ان کے اسٹینو انور بنگالی کے گھر بچی پیدا ہوئی.......

.... ایک دن باتوں باتوں میں اس کے گھر کا پتہ دریافت کر لیا۔

دوسرے دن انور صاحب کے دروازے پر دستک ہوئی۔ وہ باہر آئے تو سامنے میاں صاحب کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گئے۔ "میاں صاحب خیریت! کیسے تکلیف فرمائی؟" "بھائی بازار شاپنگ کے لئے آیا۔ آپ کا گھر راستے میں پڑا۔ سوچا آپ کو مبارکباد بھی دیتا جاؤں اور بچی کو بھی دیکھوں.......

.... اپنی بچی ہمیں نہ دکھاؤ گے کیا؟" انور صاحب بچی کو گود میں لے کر بیٹھک میں میاں صاحب کے پاس لے آئے۔ میاں صاحب نے شفقت سے بچی کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ دو چار دن کی بچی کو کھلونوں کے انبار کے علاوہ نقدی بھی عطا کی۔ اپنے ذاتی عملہ کے علاوہ دفتر کے دوسرے سٹاف کے لئے سرمایہ رحمت تھے۔ لگا ہے ماہ بہ ماہ تمام چپڑاسیوں کو گھر پر بلاتے اور کھانا کھلاتے ان کی ہر مشکل میں کام آتے۔ ایسا فرشتہ سیرت آفیسر بھلا آج تک کسی کو نصیب ہوا ہے؟

میاں صاحب بورڈ کے ویرانہ آباد میں واحد آفیسر تھے جن کی زبان و قلم سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچی ورنہ بلند منصب کی کرسی پر بیٹھ کر اچھے بڑے عزت مآب لوگ بھی بہک جاتے ہیں اور اپنے ماتحتوں کے لئے انا ربکم الاعلیٰ کی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تصویر مجسم بن جاتے ہیں۔ اقتدار کے ساتھ خوفِ خدا صرف چند خوش قسمت لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ ہم مرتبہ آفیسر تو رہے ایک طرف، چپڑاسیوں کو بھی "آپ" کہہ کر مخاطب ہوتے غلطی پر سرزنش ضرور کرتے لیکن یہ سرزنش ایک آفیسر کی جھاڑ نہ ہوتی بلکہ ایک شفیق اور ہمدرد بڑے بھائی کی تنبیہہ ہوتی بعض دفعہ دفتری غلطی پر اس انداز سے سرزنش کرتے کہ غلطی کرنے والا اپنے کیے پر خود نادم ہوتا۔ ایک دن راقم التحریر چند T.A. Bills تصدیق کرانے کیلئے ان کے دفتر گیا چھٹی کا وقت قریب تھا۔ کام میں مصروف تھے فرمایا "بھائی انہیں میرے (Rack) میں رکھ دو۔ ڈاک سے فارغ ہو کر یہ کام کروں گا" چنانچہ وہ بل وہیں چھوڑ کر اپنی برانچ میں چلا آیا۔ دوسرے دن میاں صاحب کے پاس جانے کے لئے پر تول رہا تھا کہ ان کا چپڑاسی وہ بل لے کر میرے پاس پہنچ گیا۔ وہ بل اس حالت میں نہیں تھے جس حالت میں میں انہیں چھوڑ آیا تھا بلکہ ایک فائل کور میں لپٹے اور ٹیپ سے بندھے ہوئے تھے میری غلطی تھی کہ انہیں فائل کور میں لپیٹنے کی بجائے یونہی کھلا چھوڑ آیا تھا۔ فائلوں کے انبار میں ان میں سے کسی ایک آدھ کے گم ہو جانے یا ادھر اُدھر ہو جانے کا قوی امکان تھا۔ کوئی اور آفیسر ہوتا تو اپنے کمرے میں بلا کر دس آدمیوں کی موجودگی میں جھاڑتا۔ کوئی با اختیار ہوتا تو میری غلطی پر وضاحت طلبی کر کے اپنے "با اختیار" ہونے کا ثبوت دیتا مگر میاں صاحب مرحوم نے جس طریقے سے غلطی کا احساس دلایا اور اصلاح فرمائی وہ صرف انہیں کا حصہ تھا۔

بورڈ کے نگار خانے میں ہمارے دوست ظفر احمد ایک نادرِ روزگار ہیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

برانچ کا ہر کام خود کرتے ہیں کسی دوسرے کو حتی الامکان شریک نہیں ہونے دیتے وجہ یہ ہے کہ آنجناب کو کسی دوسرے کا کیا ہوا کام، کسی دوسرے کی لکھی ہوئی تحریر یا ڈرافٹ پسند ہی نہیں آتا۔ ہوشیارپور کے درباری گائیک ——— ہوشیارپوری نم لاہوری نیم ملتانی کی طرح ہر شخص اور ہر کام میں مین میخ نکالنا، انہوں نے اپنے اوپر فرض کر لیا ہے اگر کوئی (colleague) کہہ دے کہ یہ کام آج کرنا ہے تو کہیں گے کہ یہ ضروری نہیں۔ کل کریں گے۔ اور اگر کوئی کہے کہ یہ کام کل کریں گے تو اسے نکما، نااہل اور کام چور کے القاب سے نواز کر وہ کام اسی دن کریں گے چاہے دفتر کا ٹائم ختم ہی ہو گیا ہو۔ کام کرنے کے باوجود حکام بالا کے سامنے جانے سے بہت کتراتے ہیں مگر میاں صاحب کے سامنے جانے کے لئے بہانے تراشتے اور کہتے کہ میاں صاحب کو سلام کروں تو محسوس ہوتا ہے کہ آج میں نے کوئی نیکی کی ہے اُن سے مل کر آؤں تو میرا وجدان کہتا ہے کہ آج تو ایک عظیم انسان سے مل کر آیا ہے۔

ایک دن دو بجے انہیں خیال آیا کہ اسپیشل امتحانی ڈاکٹی منظوری کنٹرولر صاحب سے آج ہی لینا چاہئے۔ میں نے کہا "ظفر صاحب، دفتر ٹائم ختم ہو گیا۔ آج سارا دن کام کیا ہے۔ وقت کے وقت چل کر آرام کرنا چاہئے میاں صاحب بھی اب گھر جا چکے ہوں گے۔ آپ جانتے ہیں کہ میاں صاحب ان آفیسروں میں سے نہیں جو دفتر ٹائم تو صرف دوستوں کو فون کرنے، ملاقاتیں کرنے اور چائے سگریٹ پینے پلانے میں گزار دیتے ہیں اور دفتر ٹائم کے بعد فائلوں کے انبار اپنی میزوں پر سجا کر دربار لگا کر بیٹھ جاتے ہیں" آنجناب

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پڑ گئے۔" منظوری آج ہی لینا ہو گی۔ میں میاں صاحب کے گھر خود جا کر منظوری لے آؤں گا۔ تم سنٹر اسیٹمنٹ سنبھالو اور مجھے تعداد بتاتے جاؤ۔" میں سپر انداز ہو گیا۔ جب کام سے فارغ ہوئے تو تین بج رہے تھے۔ ظفر صاحب نے سائیکل اٹھایا اور کڑکتی مچلتی دھوپ میں میاں صاحب کی کوٹھی پر جا پہنچے وہ سونے کی تیاری کر رہے تھے گھنٹی کی آواز سن کر خود باہر تشریف لائے کوئی کم ظرف آفیسر ہوتا تو دھاڑتا۔ "تم کو شرم نہیں آتی۔ گھر پر بھی آرام نہیں کرنے دیتے" وغیرہ وغیرہ مگر میاں صاحب آفیسر نہیں ایک عظیم انسان تھے۔ اور ہمارے ملک میں یہ ضروری نہیں کہ ہر آفیسر ایک عظیم انسان بھی ہو۔ ظفر صاحب کو پسینے میں شرابور دیکھا تو کوٹھی کے اندر پنکھے کے نیچے جا بٹھایا۔ دوسرے کمرے میں گئے اور شربت روح افزا کا جگ بھر لائے "سر آپ نے مجھے شرمندہ کیا۔ میرے لئے خواہ مخواہ تکلیف ....." "نہیں بھائی اس میں شرمندگی کیسی اور تکلیف کا کیا مذکور۔ لو شربت پیو۔ آپ دھوپ میں چل کر آئے ہیں۔" میاں صاحب نے ظفر کی بات ہی اچک لی اور شربت کا گلاس بھر کر ان کے ہاتھ میں تھما دیا۔ ریاض صاحب یا رانا شریف صاحب کا گھر ہوتا اور وہ گرمیوں میں بھی چائے پر ٹرخانے کی بجائے شربت کا جگ سامنے لاتے تو ظفر صاحب بلا تکلف، افسری ماتحتی کے فرق کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جگ کو ہی منہ لگا لیتے۔ یہ میاں صاحب کے احترام کا اثر تھا کہ ایک گلاس پر اکتفا کیا۔ مگر میاں صاحب کب مانتے تھے دوسرا گلاس بھر کر ہاتھ میں تھما دیا۔ فائل دیکھی دستخط کر دیئے اور ظفر صاحب واپس آ گئے۔ ایسے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کئی واقعات ہیں جن سے میاں صاحب کی خاندانی نجابت و شرافت ٹپکتی ہے مگر طوالت کے خیال سے چھوڑ رہا ہوں۔

راجہ ف۔م۔ ماجد جب الکستان بورڈ میں تھے میاں صاحب کی زندگی پُرسکون رہی راجہ صاحب فی الواقعی نابغہ شخصیت (genius) تھے اور ہر نابغہ شخصیت اپنی انانیت کی سدرۃ المنتہیٰ پر ہوتی ہے۔ مگر وہ میاں صاحب کا احترام اس طرح کرتے جس طرح ایک پرائمری سکول کا بچہ اپنے استاد کا احترام کرتا ہے۔

ع گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

راجہ صاحب پر ۳۰۳ کی تلوار چلی تو میاں صاحب پر بھی اس ابتلا کا اثر ہوا۔ ایک "صاحب بہادر" تشریف لائے جو پست قامتی کے ساتھ پست ذہن بھی تھے۔ ان کا چہرہ ان کے دل کی آئینہ داری کرتا تھا۔ ایک سابق وزیر اعلیٰ کی شاہ بخشیوں کے طفیل، اپنے سے سینئر لوگوں کا منہ چڑا کر اس عہدہ پر پہنچے۔ واحد خوبی یہ تھی کہ 'ریختہ' اور 'ریختی' میں مادرزاد گالیاں دے لیتے تھے۔ اُن لوگوں کے ضمیر پر رونا آتا ہے جو اس کے دربار میں باجماعت گالیاں کھاتے مگر اس بدلگام کو روکنے یا ٹوکنے کا حوصلہ نہ رکھتے۔ میاں صاحب کو گالیاں نہ دے سکتا تھا مگر ان کی تذلیل کرنے سے نہیں چوکتا تھا اور میاں صاحب کو اپنے راستے کا سنگِ گراں سمجھتا تھا۔ میاں صاحب بڑی حساس طبیعت کے مالک تھے اور ہر شریف آدمی حساس ہوتا ہے۔ یہی بُرا سلوک انہیں دیمک کی طرح اندر ہی اندر چاٹ گیا۔ جب اپنا پرایا کوئی کہہ دیتا تو آہ بھر کر رہ جاتے۔ مزید کوئی کہتا تو

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

فرمائے"۔ وہ صاحب چاہتے ہیں کہ میں اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دوں
تاکہ وہ خوب کھل کھیلیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ میاں صاحب آپ بیرون ملک چلے
جائیں پاکستان میں آپ کی کیا قدر ہوتی ہے۔ خیرہ چشموں کا ملک ہے
یہاں آپ جیسے شریف آدمی کیسے رہ سکتے ہیں اور کبھی ارشاد فرماتے ہیں
کہ تمہیں ایمبیسیٹ چھوڑنی پڑے گی۔ بھلا میں اس عمر میں کہاں جاؤں۔ ڈرتا
ہوں کہ کہیں غلط سلط الزام لگا کر یہ شخص میری عمر بھر کی نیک نامی کو بٹہ نہ لگا دے۔"
مرنے سے چند ہفتے قبل بہت اداس اور غمگین نظر آتے تھے۔ بیگم صاحبہ
کو دفتری پریشانیوں کے بارے میں کچھ نہ بتاتے مگر وہ ماتحت عملے کی معرفت
اُس رُوسیاہ کی زیادتیوں سے آگاہ ہو جاتیں۔ ایک دن آخر پوچھ بیٹھیں
آپ بہت پریشان نظر آتے ہیں۔ آپ کو دفتر کا غم کھائے چلا جا رہا ہے۔
آپ نے مجھے کوئی بات نہ بتانے کی قسم کھا رکھی ہے تو بے شک نہ بتائیں
لیکن میں جانتی ہوں کہ فلاں فلاں شخص آپ کو ہر ممکن طریقے سے رسوا کرنے
کے درپے ہیں۔ خدا کے لئے استعفیٰ دے دیجئے ہمارے کون سے درجنوں
بچے ہیں کہ بھوکوں مریں گے صرف ایک بچی ہے جس خدا نے پیدا کیا ہے وہ
رزق بھی بہم پہنچائے گا۔ اگر کوئی پست قامت بغل میں عہدے کی بیساکھیاں
لگا کر بلند قامت ہونا چاہتا ہے تو اس کا شوق پورا ہونے دیجئے۔ انشاء اللہ
منہ کے بل گرے گا ——————————

——————————

جس دن میاں صاحب کو دل کا جان لیوا دورہ پڑا (۲۶ ستمبر ۱۹۷۳ء) ایک

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ضروری فائل لے کر اپنے دفتر سے نکلے اور اس بدبخت انسان کے دفتر کے باہر گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ اس انتظار میں بیٹھے رہے کہ "مہاراجہ اندر" کا دربار ختم ہو تو وہ فائل پیش کریں۔ وہاں سے اکتا کر میاں نعیم الکریم (اسسٹنٹ کنٹرولر کنڈکٹ) کے پاس آبیٹھے ٹیلی فون کیا۔ وہاں سے کوئی درشت جواب ملا فوراً چونگا رکھ دیا دیکھنے والوں نے دیکھا کہ میاں صاحب کی رنگت بدل گئی۔ بجھ سے گئے۔ نعیم الکریم صاحب نے چائے کے لئے روکنا چاہا مگر نہ مانے اپنے دفتر سے چند گز کے فاصلے پر تھے کہ دل کا دورا پڑا گر پڑے اور واصل بحق ہو گئے۔

جنازے میں دفتر کے چھوٹے بڑے سب شریک تھے الّا جو غیر حاضر تھے یا جن کے دلوں میں خوفِ خدا کی جگہ افسر کا خوف تھا کہ مبادا ان کی شرکت سے ناراض نہ ہو جائے! تمام لوگوں کو پہلی دفعہ معلوم ہوا کہ مرحوم میاں صاحب کا ایک چھوٹا بھائی فوج میں کرنل کے ممتاز عہدے پر فائز ہے اور کرنل صاحب کے ماتحتوں کو بھی پہلی دفعہ معلوم ہوا کہ ان کے کرنل صاحب کا ایک بھائی کنٹرولر امتحانات تھا جس کا انتقال ہو گیا ہے ؎

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس تم کو میر سے صحبت نہیں رہی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سید شمس الحسن جعفری

"صدیق صاحب! آپ کی برانچ اب میری بجائے جعفری صاحب کے ماتحت کام کرے گی۔ مجھے امید ہے کہ آپ لوگوں نے جس طرح تندہی اور دیانتداری سے میرے ساتھ کام کیا ہے اس طرح جعفری صاحب کے ساتھ بھی کام کریں گے غلطی ہو جائے تو انہیں دھوکے میں نہ رکھیں صاف صاف بتا دیں وہ آپ کو معاف کر دیں گے اور اگر آپ نے انہیں دھوکہ میں رکھا تو وہ تھپڑ مارنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔" ریاض صاحب نے یہ بتا کر اپنے کمرے میں چلے گئے مگر ہمارے منہ لٹک گئے۔ ہم نے ریاض صاحب کے ساتھ اچھا وقت گذارا تھا۔ انہوں نے افسری ماتحتی کا فرق مٹا دیا تھا بھائی شدید سے شدید تر غلطی پر بھی "نالائق" اور "بیوقوف" کے علاوہ اُن کے منہ سے کوئی ناشائستہ لفظ نہیں نکلا تھا اب جو انہوں نے نئے اسے ایس جی جعفری صاحب کے تھپڑ کا ذکر کیا تو آنکھوں کے سامنے سوجے ہوئے چہرے نظر آنے لگے۔ ہم نے ریاض صاحب کو الوداعی پارٹی دی جعفری صاحب کو بلایا مگر ہمارے اصرار اور ریاض صاحب کی منت کے باوجود انہوں نے شرکت سے انکار کر دیا۔ ہم اور سہم گئے۔

دوسرے دن میں ایک فائل لے کر ان کے کمرے میں گیا۔ کرسی پر ایک

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

متناسب قد و کاٹھ اور سانولی رنگت کے، کلین شیو، ایک صاحب براجمان تھے۔ آنکھوں پر سفید شیشوں کی عینک، علی گڑھ کٹ کا پاجامہ اور شیروانی زیب تن کئے ہوئے تھے۔ جس تیزی سے "پان کی جگالی" فرما رہے تھے اسی تیزی سے فائل پر لکھتے چلے جا رہے تھے۔ لکھنے سے فارغ ہوئے تو مجھ پر نظر پڑی۔ خالص لکھنوی انداز میں کہا "اماں بیٹھو کیا لائے ہو" میں نے فائل کھول کر آگے سرکا دی۔ دستخط کر دئیے۔ میں باہر آگیا۔ یہی واردات بلیک یونٹ کے ساتھ گزری۔ چند دن ہم بہت سہمے رہے۔ آہستہ آہستہ ہمیں معلوم ہوا کہ جعفری صاحب (پسر صرف اعظم ملک دشمن ملکت مرحوم کوہستان والے لائق ترین باپ کا نالائق ترین بیٹا) جیسے چھوڑے باز "ککڑوں" کو مارتے ہیں جو غلطی بھی کرتے ہیں اور اسے تسلیم بھی نہیں کرتے۔ ہمارا خوف آہستہ آہستہ دور ہوتا گیا اور جعفری صاحب ہماری کارکردگی سے متاثر ہو کر ہمارے قریب آتے چلے گئے اور نوبت با اینجا رسید کہ ہم نے جعفری صاحب کی شرافت سے "ناجائز فائدہ" اٹھاتے ہوئے ان کی چائے بسکٹ اور پانوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ یہ جرم قابل دست اندازی پولیس ہو یا نہ ہو قابل دست اندازی اسٹیبلشمنٹ ضرور ہے۔ لہٰذا اس ذکر کو یہیں چھوڑتا ہوں۔

چائے اور پان جعفری صاحب کی لازمی غذا ہے جس طرح ہم اور آپ روٹی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے اسی طرح چائے اور پان ان کے لئے لازمۂ حیات ہے۔ گھر ہو یا دفتر۔ آندھی آئے بارش آئے، گرمی ہو یا سردی جعفری صاحب کی "قاعدے کی چائے" کا دور چل رہا ہے۔ قائیں آرمی میں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

فائیں جا رہی ہیں۔ تھکنے کا نام نہیں۔ چائے کے بعد پان کی ڈبیہ کھل رہی ہے بند ہو رہی ہے۔ ان کی "قاعدے کی چائے" میں دودھ چمچہ بھر سے زیادہ ڈالنا گناہ کبیرہ سے کم نہیں۔ چائے کے بارے میں مولانا ابوالکلام مرحوم کا سا مذاق رکھتے ہیں اور پان کے بارے میں شوکت تھانوی (سودیشی رویل والے) کے مقلد ہیں۔ ان کی کثرت چائے نوشی اور پان خوری سے متاثر ہو کر میرے جی میں آیا کہ انہیں ابوالکلامؒ کی "غبار خاطر" اور شوکت تھانوی کی "بارِ خاطر" تحفتہً پیش کروں کیونکہ اول الذکر میں چائے ہی چائے ہے اور ثانی الذکر میں پان ہی پان ہیں مگر قدرت کو منظور نہیں۔ کرکوں کی اور کون سی مرادیں بر آتی ہیں جو یہ بر آتی! پانچ سال سے ماہانہ بجٹ خسارے میں جا رہا ہے۔

نام شمس الحسن چونکہ سادات سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے سید۔ امام جعفر صادقؒ کی اولاد ہیں اس لئے جعفری۔ گونڈہ میں پیدا ہوئے اس لئے گونڈوی۔ علی گڑھ میں تعلیم پائی اس لئے علیگ۔ تو پورا نام سید شمس الحسن جعفری گونڈوی علیگ ہوا۔ گونڈہ نے دو علمی وجود پیدا کئے ایک اصغر گونڈوی دوسرے سید شمس الحسن جعفری گونڈوی۔ دونوں کو قسمت سے گلہ ہے کہ غلط دور میں پیدا کئے گئے۔ اول الذکر کا شعر ہے ؎

شائستہ محبت کوئی ان میں نہیں اصغر
کافر نہیں دیکھے کہ مسلمان نہیں دیکھا

اور موخر الذکر کا ارشاد ہے "لنڈی کوتل سے منوڑہ گوادر تک چلے جایئے ہر مقام پر ایمان دار آدمی کا کال ملے گا" عقیدہ کے لحاظ سے شیعہ ضرور ہیں۔ اور

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

شیعہ بھی اثنا عشری مگر کم ظرفوں کی طرح غلو اور تعصب ان کی طبیعت میں نام کو نہیں۔ راقم الحروف نے خود بارہا انہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت، حضرت عمر فاروق اعظمؓ کی عدالت، حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی حیا اور حضرت علی مرتضیٰؓ کی شجاعت کی قسمیں کھاتے سنا ہے۔ چاروں خلفاء راشدینؓ کو اسلام کی عمارت کے چار بنیادی ستون قرار دیتے ہیں یا الفاظ دیگر ان کی نظر میں بقول مولانا ظفر علی مرحوم ؎

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی، ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ،
ہم مرتبہ ہیں یارانِ نبی، کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

بڑے آدمیوں کی طرح جعفری صاحب کی تاریخ ولادت کے بارے میں اختلاف ہے لہٰذا عمر کا صحیح تعین مشکل ہے۔ "میاں مجھ بوڑھے آدمی پر رحم کرو۔ مجھے تنگ نہ کرو" کہتے کہتے ہم بوڑھے ہو چلے ہیں مگر جعفری صاحب "درجن بھر بچوں کے باپ" بننے کے باوجود جہاں تھے وہیں ہیں۔ گردشِ لیل و نہار ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکی۔ گونڈہ کی زرخیز زمین نے پیدا کیا۔ علی گڑھ نے پروان چڑھایا۔ ریاست بہاولپور نے آبیاری کی۔ ملتان نے آغوش وا کی۔ حافظ نے راہنمائی کی اور جعفری صاحب تعلیمی بورڈ ملتان کے اسسٹنٹ سیکرٹری اور ازاں بعد سیکرٹری ہو گئے۔

سٹاف سے کام لینا انہیں آتا ہے اور اس میں ان کی زباندانی کو بڑا دخل ہے کسی شخص کو آپ کہیں کہ وہ سولی پر چڑھ جائے تو وہ آپ کے گلے پڑ جائے گا مگر یہی بات جعفری صاحب کہیں تو وہ سولی کو معراج سمجھ کر فی الفور

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے ہی نقصان ہونے لگتا ہے۔ "ارشاداتِ جعفری" کے لئے جعفری صاحب کی ریٹائرمنٹ کا انتظار کریں۔ ہاں، البتہ اُستادِ محترم پروفیسر مرزا عبدالغنی صاحب کہ جعفری صاحب کے یارِ غار ہیں، تحریری ضمانت دیں تو "ارشاداتِ جعفری" پہلے بھی منصّۂ شہود پر آ سکتے ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تعمیل کرے گا۔ دن بھر میں دو چار جملے کسی کے بارے میں ایسے ضرور ارزاد فرمائیں گے کہ جنہیں سن کر دن بھر کی تھکن دور ہو جاتے "ارشاداتِ جعفری" کے عنوان سے میں نے انہیں لکھنا شروع کر دیا تھا اور بعض "خلوتیانِ راز" نے قلمی اعانت کا وعدہ بھی کیا تھا۔ مگر "ارشاداتِ جعفری" کی اشاعت سے پہلے جعفری صاحب سیکرٹری تبدیل ہو گئے اور "ارشاداتِ جعفری" تشنۂ اشاعت رہ گئے جعفری صاحب سے ڈر نہیں لگتا البتہ بورڈ کے قانونی مشیر جناب مرزا منظور احمد صاحب سے ضرور ڈرتا ہوں اور ہر شریف آدمی کو حکیموں ڈاکٹروں کے ساتھ ساتھ وکیلوں سے بھی ڈرنا چاہیے۔ "ارشاداتِ جعفری" کتابی صورت میں ان کے سامنے ہوں تو فی الفور مشورہ دیں گے "جعفری صاحب آپ عزیز کو بورڈ کے فلاں رول کے تحت یہ سزا دے سکتے ہیں۔ ہائیں کیا کہا؟ اس نے مستعفی ہو کر پان سگریٹ کی دکان کھول لی ہے! اچھا فکر کوئی بات نہیں دفعہ ۴۹۹ کے تحت آپ ہتک عزت کا دعویٰ دیں۔ کیس میں آپ کو جتوا دوں گا"۔ اور پھر عدالت میں ع کس کی مجال ہے جو "مرزا" کو جیت کرے "وکیلوں کی نانی" اور میرے محترم آغا علی احمد خان صاحب ایڈووکیٹ کو بھی عدالت میں مرزا صاحب کے سامنے سر پکڑتے دیکھا ہے ویسے مرزا صاحب بہت خلیق اور ملنسار آدمی ہیں عام طور پر اہلکاروں کے حق میں ہی مشورہ دیتے ہیں چاہے "کارکنانِ قضا و قدر" مانیں یا نہ مانیں مگر اول و آخر وہ بورڈ کے قانونی مشیر (Leagal Adviser) ہیں اور میں نے جب سے حبیب جالبؔ "مرحوم" کی نظم "ایڈوائزر" پڑھی ہے مجھے ایڈوائزر کے نام

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میاں نعیم الکریم

میاں صاحب کے ملتان بورڈ میں آنے سے قبل میں ان کی جنم بھومی گجرات سے قدرے متعارف تھا۔ گجرات سے پہلا تعارف آغا شورش کاشمیری کی ایک نظم سے ہوا جس کا صرف ایک مصرع ذہن میں جھول رہا ہے۔

ع سلام دو مرا گجرات کے حسینوں کو

گجرات سے مزید تعارف بھی آغا صاحب کی کتاب "پس دیوار زنداں" سے ہوا "گجرات سوہنی کا شہر ہے جہاں مٹی کے گھڑے بھی عشاق کو دغا دے جاتے ہیں" بعد میں چٹان کی معرفت معلوم ہوا کہ برصغیر کی نامور مغنیہ مادام نور جہاں بھی گجرات سے اٹھی ہیں اور اردو کی سدا بہار شخصیت استاد امام دین بھی گجراتی تھے۔

جنت کی نیٹیں تر پر ہو چکی ہیں

توں جلدی سے دوزخ میں نام دینا

عزیزو! ہم آپ لوگوں نوں حسین ڈیلی لے ایس جی اسسٹنٹ سیکرٹری جنرل

لے کے چنگیرتے ساڈا تھوبابا ؟ لے صدر مقبول انداز خسروانہ سے

نہیں خوشخبری سنائی۔ میرے قریب بیٹھے ہوئے ——— المعروف بابا کت

بیرونی تیسرے بولے جناب ساڈوں خوشخبری یا بدصورت نال غرض نہیں۔

تُسی ساڈوں تصویر نال کرنی افسر لودا اسی تے بڑا تگڑا افسر مینے با جرنیل دا صفیہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بے کار دواں بنڑ کے رہ گئے آں" فکر نہ کرو جانی۔ کل آپ کا بڑا پنجابی افسر اپنی سیٹ پر ہوگا"۔ ساوھو بابا نے آنکھیں بند کر کے جواب دیا اور دوسرے دن فی الواقعی افسر اپنی سیٹ پر تھا۔ ساوھو بابا پر ہمارا اعتقاد اور بڑھ گیا۔ ان کا عطا کردہ افسر محض افسر ہی نہ لگتا تھا بلکہ "افسر شہریاراں" معلوم ہوتا تھا۔

"مجھے نعیم الکریم کہتے ہیں۔ گجرات میرا جنم بھومی ہے۔ ایم۔ اے شماریات کر کے اولاً محکمہ جنگلات میں ملازمت اختیار کی وہاں سے واٹر پانی طاقت بورڈ میں کھینچ لایا۔ امید ہے کہ آپ لوگ میرے ساتھ دیانتدارانہ طور پر تعاون کریں گے"

ہم نے تو مقدور بھر دیانتدارانہ طور پر تعاون کیا مگر میاں صاحب میں ہر ایک اہلکار کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھنے کی عادت آج تک موجود ہے۔ اپنے ہم مرتبہ افسروں سے بھی کھنچے کھنچے رہتے ہیں۔ جنگلی ہرن کی طرح سہم سہم کر چاروں طرف دیکھتے ہیں اور بورڈ کے ویرانہ آباد میں خود کو اکیلا سمجھ کر مزید سہم جاتے ہیں۔

نہ گل ہے، نہ شگفتے نہ ثمر ہے وارم
خدا رسیدہ دل ہو کہ گویم عجیب شئے وارم

گرمیوں کا موسم تھا اور آموں کی بہار۔ چچا غالب کا کون سا ایسا ناخلف بھتیجا ہے جسے آموں سے پیار نہیں۔ چنانچہ آم کھانے کے بہانے بند بوسن جا کر پکنک منانے کا پروگرام میاں صاحب کے ایما پر بنایا گیا۔ بند بوسن کے باسیوں (ذکا عمر اور نذر حسین) نے پارٹی کے انتظام کا بیڑا اٹھایا۔ بیگم عمر نے دودھ فراہم کیا، اور ہم ایک اتوار کی صبح کو بوریا بستر باندھ کر بند بوسن جا پہنچے۔ اشرف [illegible]

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

منڈا بورڈ دا) نے آواز کا جادو جگایا۔ انہیں کلرکی نہ ملتی تو مہدی حسن آلو چھولے بیچتا نظر آتا۔ حاجی جان محمد نے میر منشی کے فرائض سرانجام دیئے۔ آم چوسے نہر میں نہائے۔ مرغے اڑائے اور سر شام، عام لوگوں کے برعکس، ہنسی خوشی واپس آ گئے۔ گو تبلز کو مجمع لگانے کے لئے ایک موضوع ہاتھ آ گیا۔ "لوجی نئے اے ایس جی نے آتے ہی کھانا پینا شروع کر دیا ہے۔" حتیٰ کہ ایک افسر مجاز نے جس کا حوصلہ اس کی تعلیمی قابلیت کی طرح پست تھا۔ میاں صاحب کے منہ پر کہہ دیا۔ "میاں صاحب! ویسے تو آپ بڑے نمازی پرہیزگار واقع ہوئے ہیں مگر اپنی سوزوکی کے لئے سٹور سے پٹرول کا خرچ تو نکال ہی لیتے ہوں گے۔" اور میاں صاحب دل میں ہی کڑھتے رہے اس شخص کو کوئی مسکت جواب نہ دے سکے جس کی سروس بک اس کے گناہوں کی گٹھڑی کی طرح بوجھل ہوتی چلی جا رہی تھی۔

لوگوں کے طعنے مہنوں اور نجنبدی ہونے کے باوجود میاں صاحب نے جس احسن طریقے سے اے۔ ایس۔ جی کی سیٹ کو چلایا وہ انہیں کا حصہ ہے اور میاں صاحب جیسے محنتی اور دیانتدار افسر کا وجود ہمارے ادارے کے لئے باعث فخر ہے۔ کچھ مدت کے بعد ان کا تہلوقہ ہو گیا بہت خوش ہوئے کہ چلو یار لوگوں کے طعنوں سے تو نجات ملی مگر ان کی خوشی عارضی ثابت ہوئی انٹر اور کنٹر کٹ برانچوں میں کچھ دیر گلگشت کرتے ہوئے واپس اپنی پہلی سیٹ پر آ پہنچے ہیں۔

میاں صاحب بورڈ کے واحد پابند صوم و صلوٰۃ افسر ہیں۔ تبلیغی جماعت

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے رکن بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نیک مخلوق کے ساتھ چلّے بھی کاٹ چکے ہیں سفید قمیض شلوار زیب تن کیے، سر پر کشتی نما کپڑے کی ٹوپی جمائے، گلے میں تسبیح ڈالے، سوزوکی کے پیچھے بستر بوریہ باندھے کئی تبلیغی دورے کر چکے ہیں۔ جب کلاس ون افسر تسبیح و مصلے پر قبضہ کر لیں تو پھر ہم ایسے درجہ سوم کے لوگ کہاں جائیں!

سرخ و سفید رنگت، ہلکی جسامت، بلند قامت، جب چلتے ہیں تو رخ
انگلیاں سر اٹھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

کھلا ماتھا، باریک ابرو، کم چھوٹی آنکھیں، ستواں ناک، سرخ پتلے پتلے ہونٹ، ریش غائب، ابروت حاضر میاں صاحب جہاں ہوں جس لباس میں ہوں اُن کے اس چہرہ نما سے آپ انہیں بخوبی پہچان لیں گے۔

تھوڑے دن ہوئے ایک صاحب فرما رہے تھے "عزیز صاحب! آپ کے نعیم الکریم صاحب کو جب سے محکمہ دیو گیر ملا ہے اس وقت سے رحم و نعیم رہے ہیں تو کریم کچھ اور بن گئے ہیں۔" خدا کرے کہ ان صاحب کا یہ تاثر غلط ہو۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

منشی ہرگوپال تفتہ ملتانی

ع

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے

ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

(غالب)

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"میں اکابرِ ملت اور عمائدینِ حکومت کو بروقت انتباہ
کرتا ہوں کہ جس ملک کے نمک حرام قائدِ اعظمؒ کا نمک حلال
نہ کر سکے۔ جو لوگ آقا و مولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
وفادار نہ بن سکے اور قائدِ اعظم کی زندگی میں انھیں مسلمان تسلیم
نہ کرتے رہے، اُن کی نمک حرامی کو کس طرح معاف کیا جا سکتا
ہے؟ ان کو پالنا سانپوں کو چلوؤں دودھ پلانا ہے۔"
(امیرِ شریعتؒ)

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بلبلِ بستانِ بخاریؒ — سفیرِ اسلام

قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

رات کے گیارہ بجے ہیں۔ قلعہ کہنہ قاسم باغ میں مدرسہ قاسم العلوم کے سالانہ جلسہ کا آخری اجلاس ہے لوگ ہلنے کا نام نہیں لیتے۔ کیونکہ آخری مقرر قاضی احسان احمد شجاع آبادی کی تقریر ہونا باقی ہے۔ قاضی صاحب اسٹیج پر تشریف لاتے ہیں۔ سرخ و سفید رنگت، دودھ کی مانند اُجلی داڑھی خوبصورت اور متناسب ناک نقشہ، سر پر حسب معمول رومال کا کنڈل مارے، سفید کرتہ اور شلوار زیب تن کیے ہیں۔ بڑھاپا بہت کم لوگوں کا حسین ہوتا ہے اور قاضی صاحب کا بڑھاپا اپنے مربی سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی طرح فی الواقع حسین تھا۔ نعرہ تکبیر اور نعرہ ختم نبوت کی گونج میں انہوں نے نغمہ توحید چھیڑا۔ قرآن مجید کی آیات تلاوت فرماتے ہیں۔ آواز میں اتنا گداز اور اثر ہے کہ روحیں نثار ہو رہی ہیں دل چاہتا ہے کہ وہ تلاوت فرماتے رہیں۔ ہم سنتے رہیں۔

تلاوت کے بعد توحید کے لفظی اور لغوی معنی بتاتے ہیں۔ اور توحید کے سلسلے میں ایک واقعہ سناتے ہیں۔ زبان کی لکنت امیر شریعت بخاریؒ کے "بلالؓ" کی شان

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بڑھا رہی ہے۔ فرماتے ہیں۔ ایک دن حضرت بایزید بسطامیؒ کے پاس ایک باپردہ عورت آئی اور کہنے لگی "یا حضرت! میرے خاوند نے دوسری شادی کر لی ہے اسے کہیے کہ دوسری بیوی کو طلاق دے دے"۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب شریعت نے چار شادیوں کی اجازت دی ہے۔ تو میں شریعت کے احکام میں مداخلت کرنے والا کون ہوں۔ وہ عورت عرض کرتی ہے کہ یا حضرت آپ نے میری صورت نہیں دیکھی۔ میں ایسی حسین و جمیل ہوں کہ چشم فلک نے میری جیسی حسین عورت نہیں دیکھی ہوگی۔ خاوند کی وفا شعار ہوں۔ میرے ہوتے ہوئے اسے میرے سر پر سوکن لا بٹھانے کی کیا ضرورت تھی۔ میرا دل مارے غم کے پھٹا جاتا ہے۔

حضرت بایزیدؒ نے "ہو حق" کا نعرہ مارا اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو مریدوں نے وجہ دریافت کی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حسن ثانی تو یہ بات گوارا نہیں کرتا کہ اس کی ذات میں کسی کو شریک کیا جائے کوئی اس کے حق میں دخل انداز ہو تو وہ حسن لافانی کب گوارا کرے گا کہ اس کی ذات و صفات میں کسی کو شریک کیا جائے۔ تو کیا حضرت بایزید بسطامیؒ زیادہ حق شناس تھے یا تم لوگ کہ شرک میں مشرکین مکہ کو بھی کوسوں پیچھے چھوڑ گئے ہو؟ تو کیا قرآن حکیم کی یہ آیت ختم اللہ علیٰ قلوبہم ..... الخ انہیں لوگوں کے بارے میں ہے جو خدا کی ذات و صفات میں کسی کو شریک کرتے ہیں۔ حق کا مستحر اڑاتے ہیں قرآن کو قرآن میں ڈوب کر پڑھیے شرک کی دیواریں گرتی چلی جائیں گی اقبالؔ کو قومی شاعر تو مانتے ہو مگر اس کی کسی بات پر کان تو دھرو ؎

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

؎ قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلمان
اللہ کرے عطا تجھے جدتِ کردار"

دیوبندی اور بریلوی مناقشات کا دور ہے چوک بازار ملتان میں توحید اور شانِ رسالتؐ کے موضوع پر تقریر کرتے کھڑے ہوتے ہیں۔ کونوں کھدروں میں چھپے ہوئے مخالفین مخالفانہ نعرے لگاتے ہیں۔ کئی شرپسند پتھر بھی مارتے ہیں۔ آپؒ کی آواز ابھرتی ہے "ہاں ہاں میں احراری ہوں مجھے احراری ہونے پر فخر ہے۔ ہم نے اور ہمارے آبا نے فرنگی کے منہ پر تھپڑ مارے۔ ہمارے ہی علمارِ حق کو پھانسی ملی۔ ہمارے ہی رہنما جلاوطن کیے گئے۔ ہم نے قید و بند کے مصائب جھیلے۔ طوق گلے لگائے سنتِ منصورؒ پوری کی۔ سنتِ یوسفی کو گلے لگایا۔ ڈم ڈم جیل، ہماکر سنٹرل جیل ساہیوال، بورسٹل جیل بہاول پور، نہیں نہیں برصغیر کی ہر جیل سے ہمارا حال پوچھو۔ میں اپنے پیر و مرشد بخاریؒ کی طرح ادھار رکھنے کا عادی نہیں۔ سنو ہم تمہاری طرح جیل سے معافیاں مانگ کر باہر نہیں نکلے تمہاری اور تمہارے آبا کی تو عمریں انگریز بہادر کی جوتیاں چاٹتے اور کورنش بجا لانے میں گذری ہیں۔ ترک مسلمانوں کے سینے تمہاری گولیوں سے چھلنی ہیں یا ہماری گولیوں سے؟ تم بتاؤ انگریز کی فتح اور ترکوں کی شکست پر جشن چراغاں کس نے منایا؟ تم سمجھتے ہو کہ انگریز بہادر نے آزادی سوغات کے طور پر تمہیں دی ہے۔ نہیں نہیں یہ تو ہماری قربانیوں کا ثمر ہے یہ اور بات ہے کہ راہزن راہبر بن بیٹھے۔ محسن بھوپالی کب یاد آیا۔

مزید کتب پڑھنے کے لیے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نیرنگیٔ سیاستِ دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

یہ پتھر اِدھر اُدھر کیوں پڑ رہے ہیں؟ قاضی احسان پر کیوں نہیں پڑتے چودہ سو سال سے سنگ زنی کر رہے ہو پھر بھی نشانے خطا جا رہے ہیں تم ابوجہل اور ابولہب کی تقلید میں سنگ زنی کرتے رہو۔ میں اپنے آقا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں پتھر کھاتا رہوں اپنے اپنے نصیبے کی بات ہے۔"

یہ تھے بُلبلِ بستانِ بخاری۔ سفیرِ اسلام قاضی احسان احمد شجاع آبادی مرحوم و مغفور جن کے دیکھنے کے لئے آنکھیں ترس رہی ہیں ؎

جب یاد تیری آوے ہے تب اشک بھر آوے
اس طرح کے جینے کو کہاں سے جگر آوے (میر)

مطبوعہ ہفت روزہ چٹان
۳ دسمبر ۱۹۷۶ء لاہور

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تحریک ختم نبوت کا ایک ہیرو ——

سید مظفر علی شمسی

مجھے ہر اس شخص سے پیار ہے جسے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری علیہ الرحمتہ سے پیار ہے یہ خواہش ناتمام ہی رہی کہ اس عظیم شخصیت کی قرآن خوانی اور تقریر اپنے کانوں سے سنوں۔ کیونکہ جب ہوش سنبھالا آنکھیں کھولیں تو شاہ جیؒ پر تقریر نہ کرنے کی پابندی عائد تھی حتیٰ کہ شاہ جیؒ وفات پا گئے۔ اس ناروا پابندی سے قبل ایک تبلیغی جلسہ کا دھندلا سا عکس ذہن میں ہے۔ آپ باغ لانگے خاں (ملتان) میں تقریر کرنے آتے تھے۔ لانبا قد، دوہرا بدن، بڑی بڑی آنکھیں، کھلا ماتھا، سفید داڑھی، ہاتھ میں کلہاڑی، کھدر کا لباس پہنے، گلے میں قلندروں کی طرح چادر ڈالے آپ مائیک پر تشریف لائے "امیر شریعت زندہ باد" کا نعرہ اس زور سے گونجا کہ پلاٹ کے کونے کھدروں میں سوئے اونگھنے والے جاگ اٹھے۔ شاہ جی نے کس سورۃ کی تلاوت کی؟ تقریر کا موضوع کیا تھا؟ یاد نہیں، اتنا یاد ہے کہ لاکھ ڈیڑھ لاکھ کا مجمع سراپا نیاز بنا ان کی تقریر کو دلچسپی سے سراپا گوش بن کر سن رہا تھا، کبھی سارا مجمع آہ و بکا، گریہ وزاری میں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ڈوب جاتا تھا اور کبھی زعفران زار کشمیر کی طرح کھلا پڑتا تھا۔

شاہ جیؒ کے دو عظیم ساتھی نواب زادہ نصر اللہ خاں اور سید مظفر علی شاہ شمسی ملتان میں تشریف لائیں اور میں ان کی تقریر سننے سر کے بل نہ جاؤں ناممکن بات تھی۔ چنانچہ ۳۰ اگست بروز جمعہ دفتر سے چھٹی کر کے سیدھا عیدگاہ پہنچا جہاں ختم نبوت کنونشن کے اجلاس میں ان دونوں راہ نماؤں نے بھی تقریر کرنا تھی۔ دونوں رہنما نماز جمعہ کے بعد دیگر علماء کی معیت میں تشریف لائے۔ نعرہ تکبیر "اللہ اکبر" نعرہ رسالت "یا رسول اللہ" اور نعرہ حیدری "یا علیؓ" سے ان کا استقبال کیا گیا محبت اخوت اور رواداری کا ایسا روح پرور منظر میں نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ لوگوں نے ایسا محسوس کیا کہ کرسی صدارت پر مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہ نہیں بلکہ امیر شریعت تشریف فرما ہیں۔ نواب زادہ نصر اللہ خاں پر بقول مولانا ابوذر بخاری ابن امیر شریعتؒ "تقریر آئی ہوئی تھی۔ اس لئے انہوں نے تقریر نہیں کی بھلا چار چار، چھ چھ گھنٹے بلا تکان بولنے والے امیر شریعتؒ کے جانشین دس منٹ کے محدود وقت میں تقریر کیا کرتے۔ اتنے مختصر وقت میں تو ہمارے نواب زادہ صاحب حقے کا ایک کش لگا سکتے تھے۔ مگر مسجد میں حقہ کہاں سے آتا۔ لہذا پان سے اس کی تلافی کر رہے تھے۔ البتہ جب سید مظفر علی شمسی نے تقریر شروع کی، تو عام لوگوں کے ساتھ سید دبیر علی اسٹیج سیکرٹری کو بھی وقت کا احساس جاتا رہا۔

شمسی صاحب نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا "حضرات! اسٹیج سیکرٹری سید دبیر علی نے حضرت "علامہ شمسیؒ" کے عنوان سے میرا تعارف کرایا ہے، لفظ علامہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پر مجھے اعتراض ہے۔ بھلا شکل وصورت سے علامہ دکھائی دیتا ہوں میں عالم نہیں ایک عام مسلمان ہوں، ایک عرصہ سے بزرگوں کی صحبت میں ضرور بیٹھتا رہا ہوں۔ میں تو بزرگانِ دین اور علماء کرام کی جوتیاں سیدھی کرنے میں فخر محسوس کرتا ہوں یہ کار میں تشریف لائیں، میں دروازہ کھولوں، یہ چلیں، اور میں ان کے لئے دیدہ ودل فرش راہ کردوں۔ اس لئے کہ اپنا مقام جانتا ہوں، یہ ۱۹۵۲ء کی بات ہے، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا دورہ تھا۔ ارے، بخاریؒ کو جانتے ہو یا بھول گئے؟ ؎

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

کافی دیر سے نعرے سن رہا تھا، شاہ جیؒ کے نام کا نعرہ کسی گوشے سے نہیں لگا۔

ملتان والو! تم بھی بخاریؒ کو بھول گئے؟ اس تحریکِ ختم نبوت کے بانی کا نام، اس قافلہ سالار کا نام۔ اس میر کارواں کا نام، تمہاری زبان پر نہیں آیا جس کی ساری زندگی ناموسِ رسالتؐ کی حفاظت میں گزر گئی جس نے کہا تھا ایک زندگی مستعار لایا تھا کچھ ریل میں گزر گئی، کچھ جیل میں گزر گئی۔ اب لوگوں کی حالت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ "امیر شریعت زندہ باد" کے فلک شگاف نعرے لگ رہے تھے، اشکوں کے دریا بہہ رہے تھے بخاریؒ کی یاد میں کون سی آنکھ تھی جو پرنم نہیں تھی۔ شمسی صاحب کی آواز بھی گلوگیر ہو گئی، وہ ماضی میں کھو گئے۔ فرمایا: وہ قافلہ نظر نہیں آتا جس کے سردار

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بخاریؒ تھے۔ مولانا ابوالحسناتؒ، میں انہیں ڈھونڈتا ہوں، کہاں چلے گئے مفتی کفایت اللہؒ کا پتہ نہیں کہاں چلے گئے، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نظر نہیں آتے، مولانا داؤد غزنویؒ کا کچھ پتہ نہیں کہاں چلے گئے ؎

دے صورتیں الٰہی! کس دیس بستیاں ہیں
اب دیکھنے کو جن کے آنکھیں ترستیاں ہیں

کیا فی الواقعی وہ چلے گئے؟ نہیں نہیں وہ تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اپنی برسوں کی محنت کو دامن میں لئے۔

ارے یہ دیکھو! تمہارے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ شمسی صاحب نے ہاتھ کا اشارہ اگلی صفوں کی طرف اس جوش سے کیا کہ تمام لوگوں کی نگاہیں اگلی صفوں کی جانب اٹھ گئیں پچھلی صفوں میں بیٹھنے والے ایڑیاں اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے جس طرح فی الواقعی وہ اکابر امت اگلی صفوں میں بیٹھے ہوئے ہیں یہ خطابت کا سحر تھا۔

میرے قریب بیٹھے ہوئے ایک بزرگ نے جس کے چہرے کی جھریاں اس کی کبر سنی کی غمازی کر رہی تھیں۔ کہنے لگے، شاتم رسول کی دل آزار کتاب "رنگیلا رسول" کی مذمت کے سلسلہ میں جو احتجاجی جلسہ ہوا تھا، اس میں امیر شریعتؒ نے سبحان الہند مولانا احمد سعید دہلوی اور مفتی کفایت اللہ کو دوران تقریر مخاطب کر کے فرمایا۔

آج مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید کے نانے سے ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور خدیجۃ الکبریٰؓ آئیں، اور فرمایا کہ ہم تمہاری مائیں ہیں، کیا تمہیں معلوم

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نہیں کہ کافروں نے ہمیں گالیاں دی ہیں، پھر ایک دم پلٹ کر فرمایا اور اسے دیکھو تو! ——— ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ دروازے پر تو نہیں کھڑی ہیں شاہ جی کی اس ادا پر روحیں شکار ہوگئیں، نصف صدی بعد وہ منظر آج پھر نظر آرہا ہے۔"

شمسی صاحب اپنے موضوع کی طرف پلٹے :-

"میں کہاں پہنچ گیا۔ بات علامہ کے لفظ پر شروع ہوئی تھی، کراچی میں جلسہ تھا۔ مولانا ابوالحسنات صدر تھے، مولانا حامد علی بدایونی اسٹیج سیکرٹری۔ انہوں نے فرمایا کہ اب علامہ شمسی صاحب تقریر کریں گے، میرے پاؤں سُن ہوگئے۔ زبان نے ساتھ چھوڑ دیا۔ بدن پر کپکپی طاری ہوگئی۔ اسٹیج کے ایک کونے میں امیر شریعت بھی تشریف فرما تھے، میری یہ گھبراہٹ دیکھی تو ہنس کر بآواز بلند فرمایا: علامہ صاحب بسم اللہ کیجئے، ان کی مسکراہٹ نے مسیحا کا کام کیا، ان کی آنکھوں کی چمک نے حوصلہ دلایا، میں نے جواباً کہا شاہ جی یہ چودھویں صدی ہے، اس دور میں ہر سکہ چلتا ہے، وہ اگر نبی ہو سکتا ہے، جس کا نام لینا میں گناہ سمجھتا ہوں، تو میں بھی علامہ ہو سکتا ہوں۔

ہاں تو ملتان والو! تمہیں یہاں کس کا عشق کھینچ لایا ہے، جس کے عشق میں جینا بھی زندگی ہے مرنا بھی زندگی ہے۔ وہ وہ ہے، جب کوئی مخلوق نہ تھی وہ تھا، درخت ہزار محنت کرے حیوان نہیں بن سکتا۔ حیوان ہزار محنت کرے، انسان نہیں بن سکتا۔ انسان ہزار محنت کرے، نبی نہیں بن سکتا، نبی لاکھ محنت کرے نبی آخر الزمان نہیں بن سکتا۔ وہ فخر الانبیاء، وہ ختم الرسل، وہ مولائے کل، وہ وجہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تخلیق کائنات، جو وہاں پہنچا، جہاں جبرئیل کے پر جلتے ہیں۔ وہاں پہنچا جہاں خالق اور مخلوق میں صرف "قاب قوسین" کا فرق تھا، وہاں صرف رحم کرنے والا تھا، اور رحم مانگنے والا تھا، مجھ میں یہ ہمت کہاں کہ اسکی صفات کو بیان کر سکوں

ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اس کے مقابلے میں کوئی دعویٰ نبوت کرے تو مسلمانوں کی غیرت کیسے گوارا کر سکتی ہے ہماری تحریک مذہبی ہے سیاسی نہیں، اگر ہماری تحریک سیاسی ہوتی، تو اس کا قائد سید یوسف بنوری نہ ہوتا۔ جب سے پاکستان میں آئے، گوشہ نشین رہے، یہ بوریہ نشین بزرگ جسے امیر فیصل آئے، سلام کرے کرنل قذافی آئے سلام کرے، اسے بھلا سیاست سے کیا واسطہ؟ یہ گوشہ نشین بزرگ ایک دم میدان میں کیوں آگیا؟ اسے نبی آخر الزمان کا عشق کھینچ لایا ہے۔ آخر حسین علیہ السلام، نبی کا لاڈلا نواسہ، نانا کے روضہ کو چھوڑ کر کربلا کے میدان میں کیوں نکلا؟ فاطمہؓ کا لال گھر سے نکلا، بال بچوں کو شہید کرایا۔ سید بنوری بھی تو اسی خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں، ذرا ان کا چہرہ تو دیکھو ان کی شرافت تو دیکھو، ان کا تقویٰ تو دیکھو، ان کا تقدس تو دیکھو، ان کا لب و لہجہ تو دیکھو، یہ مرنے کے لئے میدان میں آئے ہیں، مارنے کے لئے نہیں سیدنا صدیق اکبرؓ نے مسیلمہ کذاب اور اس کے ٹولے کو تہس نہس کر کے ختم نبوت کا تحفظ کیا، حسینؓ نے کنبہ شہید کرا کے ختم نبوت کا تحفظ کیا، کبھی قتل کر کے ختم نبوت کا تحفظ ہوتا ہے کبھی قتل ہو کے ختم نبوت کا تحفظ ہوتا ہے یہ خلفائے راشدین کا دور نہیں، اگر وہ مبارک دور ہوتا تو ہم کچھ اور سوچتے آج ہم مرنے کیلئے گھر سے نکلے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہیں، مارنے کے لئے نہیں، ۱۹۵۳ء میں بھی مرنے کے لئے نکلے تھے اس وقت کے حکمرانوں کو غلط فہمی ہوئی، انہوں نے تشدد کا سہارا لیا، ہم نے قربانی پیش کی، اتنی قربانی چشم فلک نے کربلا کے بعد نہیں دیکھی، ہمیں خاتمان برباد کر کے غلام محمد نے کہا:۔

"ختم نبوت کے مسئلے کو دفنا دیا گیا ہے"

ناظم الدین نے کہا:

"مسئلہ ختم کر دیا گیا"

سکندر مرزا نے کہا:

"یہ مسئلہ اب ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا"

مگر امیر شریعتؒ کہتے تھے کہ:۔

"مسئلہ ختم نہیں شروع ہو گیا ہے"

پھر لوگو بتاؤ کس کی بات رہی؟

؎ نہ تاج و تخت میں نے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

خاتم ختم ہو گئے، غلام محمد کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونا نصیب نہ ہوا، ناظم الدین کا اقتدار بھی مات کھا گیا، سکندر مرزا وطن سے دور بے کسی کی موت مرا اور وطن سے باہر دفن ہے۔

گولی چلوا کر مسلمان سہاگنوں کے سہاگ لوٹنے والا، ماؤں کی گود خالی کرنے والا ـــــ زندہ ہے مگر بیوہ کے آنسوؤں کی طرح اس کا کوئی پرسانِ

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عال نہیں، بخاریؒ آج بھی زندہ ہے، شہدائے ختمِ نبوت آج بھی زندہ ہیں، ہم انہیں سلام کرتے ہیں، ہم نے ۱۹۵۳ء میں بھی قربانی دی تھی، آج بھی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں، میں برملا کہتا ہوں، کہ ہم تشدد کے قائل نہیں۔ انشاءاللہ ہماری طرف سے کوئی تشدد نہیں ہوگا۔ مدگمانی اچھی نہیں ہوتی ہمیں حکومت پر اعتماد رہونا چاہیئے، اور حکومت کو ہم پہ ستمبر کی تاریخ قریب آ رہی ہے انشاءاللہ عوام کی دیرینہ خواہش کے مطابق فیصلہ ہو جائے گا۔ وما علینا الا البلاغ

دوہرا بدن، میانہ قد، سرخ و سفید رنگت، سفید شیشوں والی عینک میں سے جھانکتی ہوئی بڑی بڑی آنکھیں، پان سے لعلین کئے ہوئے ہونٹ، ایش عنقا بروت غائب، سفید کرتا اور سفید پاجامہ زیب تن، چال میں ایک شاہانہ وقار، گفتار میں تیغ ذوالفقار، یہ تھے سید مظفر علی شمسی —— امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاریؒ کے قافلہ حریت کے ایک سالارِ تحریک ختم نبوت کے ایک ہیرو، جنہیں ایک بار دیکھا، دوسری بار دیکھنے کی ہوس ہے۔

مطبوعہ ہفت روزہ "چٹان"

(۹ر نومبر ۱۹۷۳ء) لاہور

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نوابزادہ نصراللہ خاں

"ملک کے نامور سیاستدان نوابزادہ نصراللہ خاں کا قلمی خاکہ پڑھنا ہو تو دورِ ایوبی کے "چٹان" کی ورق گردانی کیجئے کہیں نہ کہیں شورش کاشمیری کے یہ الفاظ آپ کو اپنی طرف متوجہ کر لیں گے۔ "سیاسیات میں نوابزادہ نصراللہ خاں کا تخلص حقہ ہے۔ حقہ کے بغیر یہ مکمل ہی نہیں ہوتے۔ سفر و حضر میں ان کے غمگسار کا نام حقہ ہے۔ خدا معلوم گورمانی صاحب زیادہ حقی ہیں یا نوابزادہ۔ بہرحال رہنے والے دونوں ایک ہی ضلع کے ہیں اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ مظفر گڑھ کے ضلع میں حقہ اور آم کثرت سے کاشت ہوتے ہیں۔ میر تقی میر نے زندگی بھر ری چہرہ لوگوں کی یاد میں اتنی آہیں نہیں بھریں ہوں گی جتنا دھواں نوابزادہ صاحب نے جمہوریت کی یاد میں اڑایا ہے۔ وضعدار، شریف، متواضع، خلیق ذہین، مدبر، دھن کے پکے، قول کے سچے، طبیعت میں درویشی، مزاج میں دوراندیشی، خاندانی اعتبار سے رئیس ابن رئیس، لیکن نہ رعونت نہ تکبر جیسا ملا پہن لیا۔ جو ملا کھا لیا۔ شکایت کسی کی نہیں کرتے۔ حکایت بھولتے نہیں کشتہ ناز سراپا نیاز، دل میں گداز، سینہ پُر راز۔ پرانے لباس میں نیا انسان۔ ترکی تحریک خلافت کی یادگار، اچکن مسلم لیگی، کرتہ اور شلوار دونوں جاگیردار، جوتی نوابی، چودھری ہو جاتے تو دعا دیتے ہیں مہرزن، کہ ناک کھچا ہوا، دہن کھلا ہوا خطابت کے نزدیک

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے نہیں گزرتے۔ سیاسی تاش میں ترپ کے پتے لگاتے وقت کھلاڑیوں کی ذہانت سے آنکھیں چار کر لیتے ہیں۔ "احرار کی پرانی نسبتوں کے باعث خوش فہم عیب بیں نہ عیب چیں .... زبان میٹھی، لہجہ شستہ، گالی کے نام ہی سے نا آشنا۔ فارسی کے رسیا، اردو کے شیدائی، انگریزی میں اتارو۔ سواد خط انتہائی خوبصورت۔ ماتھے پر قصیدے کی تمکنت، آنکھوں میں غزل کا سرور، دل آئینہ، نہ کسی کو مرعوب کرتے نہ کسی سے مرعوب ہوتے ہیں۔ جاگیرداروں کی ایک بھی روایتی برائی ان میں نہیں۔ خاص بازار کے مسافر نہ اس بازار کے راہی۔ شب و روز سیاسیات ہی کا سفر کرتے ہیں۔"

اور آجکل بھی سیاسیات کی راہگذر پر ہیں۔ ان کی ذہانت و فطانت مختلف مزاج اور مختلف سیاسی نظریات رکھنے والے "سیاسی برہمنوں" کو دو مرتبہ ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع کر کے اپنا سکہ منوا چکی ہے۔ ایک دفعہ ایوبی دور میں گول میز کانفرنس کے موقع پر اور دوسری دفعہ تحریک ختم نبوت کے وقت۔ نام و نمود کی خواہش نہ پہلے تھی نہ اب ہے ورنہ وزارت و صدارت ان کے گھر کی لونڈی ہوتی۔ وضعداری اور اصول پرستی کو آجکل کی عوامی سیاست میں دیکھنا چاہتے ہیں مگر ملتی نہیں۔ نوابزادہ صاحب کی حب الوطنی ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔

ع ہر کہ شک آورد کافر گردد

وہ سونا نہیں کندن ہیں۔ بعض نا٘ٹے قد کے سیاسی مخالفین نوابزادہ صاحب پر یہ طعن توڑتے ہیں کہ وہ برصغیر کی تقسیم کے وقت مجلسِ احرار میں تھے اور مجلسِ احرار

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پاکستان دشمن جماعت تھی مگر یہ ان لوگوں کا دماغی کوڑھ پن ہے۔ حیرت اس وقت ہوتی ہے جب وہ سیاسی نابالغ ان کے منہ کہتے ہیں جو برصغیر کی تقسیم کے وقت پنگھوڑے میں تھے یا جن کے آباء انگریز "بہادر" کی انگوٹھی کے نگینے تھے۔ بے شک "مجلس احرار" نے تحریک پاکستان کی مخالفت کی یہ سیاسی اختلاف یا مخالفت منزل مقصود کے بارے میں نہیں تھی۔ بلکہ حصول منزل کے طریق کار کے بارے میں تھی۔ مسلم لیگ چاہتی تھی کہ انگریز کے ہاتھوں اقتدار حاصل کیا جائے جبکہ مجلس احرار کی یہ خواہش تھی کہ پہلے انگریز کو نکالا جائے اور انگریز کو برصغیر سے نکالنے کے لئے اس ایثار پیشہ جماعت نے جو جانی اور مالی قربانیاں دیں وہ ہماری تاریخ قربانی و استقامت کا ایک عظیم باب ہے جس سے تاریخ کا کوئی طالب علم صرف نظر نہیں کر سکتا۔ امیر شریعت نے قبل از آزادی مجلس احرار کے نقطہ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا "ہمارا پہلا کام یہ ہے کہ غیر ملکی طاقت سے گلو خلاصی ہو۔ اس ملک سے انگریز نکلیں۔ نکلیں کیا نکالے جائیں تب دیکھا جائے گا کہ آزادی کے خطوط کیا ہوں گے۔ میں کوئی دستوری نہیں سپاہی ہوں۔ تمام عمر انگریزوں سے لڑتا رہا اور لڑتا رہوں گا۔ اگر اس مہم میں کوئی بھی میری مدد کریں تو میں ان کا منہ چوم لوں۔ میں تو ان چیونٹیوں کو شکر کھلانے کو تیار ہوں جو صاحب بہادر کو کاٹ کھائیں۔" جب پاکستان بن گیا تو مجلس احرار نے اسے نہ صرف دل و جان سے تسلیم کیا بلکہ اپنی سیاسی غلطی کا اعتراف بھی کیا۔ اپنی غلطی کا اعتراف کرنا صرف عظیم لوگوں کا وصف ہے۔ جب خان لیاقت علی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خاں مرحوم کے زمانہ میں ملکی سالمیت کو خطرہ لاحق ہوا تو احرار مسلم لیگ کے دست و بازو بن گئے یہ وہ زمانہ تھا جب اسلام کی سب سے بڑی خود ساختہ جماعت کے امیر نے کشمیر کی جنگ کو جہاد ماننے سے نہ صرف انکار کیا بلکہ کشمیر کے محاذ پر شہید ہونے والوں کو شہید ماننے سے بھی منکر ہو گئے۔

امیر شریعتؒ نے لیاقت علی خاں مرحوم کی حمایت میں پورے ملک میں طوفانی دورے کئے۔ منافقین نے احرار اور مسلم لیگ میں تفرقہ ڈالنے کے لئے تحریک پاکستان کی مخالفت کا طعنہ دیا تو امیر شریعتؒ نے فرمایا "میں نے ہمیشہ کہا اور آج پھر کہتا ہوں کہ میں نے پوری قوت سے تحریک پاکستان کی مخالفت کی۔ دیانتداری سے کی کیونکہ ہم ویسا ہی سمجھتے تھے۔ قوم نے ہمارے نقطۂ نظر کے خلاف فیصلہ دیا۔ اب پاکستان کی تکمیل کے بعد ہمارا تصادم دشمنانِ پاکستان سے ہے اور میں انتشار پسندوں کو وارننگ دیتا ہوں کہ ان کا تصادم صرف لیاقت علی خاں سے نہیں بلکہ بخاری اور اس کی پوری جماعت سے ہے ...... بخاری صرف اپنی نہیں بلکہ اپنے ہزاروں رضاکاروں کی جان دیکر بھی پاکستان کو مضبوط بنانا فخر سمجھتا ہے" (لاہور۔ مئی سنہ ۱۹۵۰ء)

اور ۱۹۵۲ء میں ایک عظیم الشان جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "تم میری رائے کو خود غرضی کا نام نہ دو۔ میری رائے ہار گئی اور اس کہانی کو یہیں ختم کر دو۔ اب پاکستان نے جب بھی پکارا واللہ باللہ میں اس کے ذرے ذرے کی حفاظت کروں گا۔ مجھے یہ اتنا ہی عزیز ہے جتنا کوئی اور دعویٰ کر سکتا ہے ــــ میں قول کا نہیں عمل کا آدمی ہوں۔ اس کی طرف کسی نے آنکھ اٹھائی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تو وہ چھوڑ دی جائے گی۔ کسی نے ہاتھ اٹھایا تو وہ کاٹ دیا جائے گا میں اس وطن اور اس کی عزت کے مقابلہ میں نہ اپنی جان عزیز رکھتا ہوں نہ اولاد ـــــ میرا خون پہلے بھی تمہارا تھا اور اب بھی تمہارا ہے۔"

بات کہاں سے کہاں جا پہنچی۔ ذکر خیر نوابزادہ نصر اللہ خاں کی سیاست کا ہو رہا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ نوابزادہ صاحب اپوزیشن کے ماتھے کا جھومر ہیں مگر راقم الحروف کے نزدیک ان کی یہ سیاسی حیثیت ثانوی درجہ رکھتی ہے۔ اولیت ان کی ادبی حیثیت کو ہے۔ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ نوابزادہ صاحب فارسی کے خوش گو شاعر بھی ہیں اور نامر تخلص کرتے ہیں جس طرح عام سیاستدانوں کے برعکس تقریر بہت کم کرتے ہیں اسی طرح عام شعراء کے برعکس شعر سنانے میں بھی بہت درست سے کام لیتے ہیں یاران کہن کا مجمع ہو حقے کی نے منہ میں ہو کوئی شعر سنانے کی فرمائش کرے اور نوابزادہ صاحب ازراہِ کرم اپنا شعر سنا دیں تو اور بات ہے بصورتِ دیگر ان کا کلام کسی اخبار یا رسالے میں نظر نہیں آئے گا۔ امیر شریعتؒ کے مجموعہ کلام بعنوان "سوانح الالہامؒ" میں شاہ جیؒ کے فرزند ارجمند سید ابوذر بخاری نے نواب زادہ صاحب کی ایک غزل نقل کی ہے جس کا شانِ نزول یہ ہے کہ امیر شریعتؒ کے ایک قطعہ پر نواب زادہ صاحب نے فی البدیہہ یہ غزل ایراد فرمائی شاہ جی کا قطعہ اور نوابزادہ صاحب کی غزل بزرگوں کا تبرک سمجھ کر سنیئے اور مسرور ہوئیے شاہ جیؒ کا قطعہ یہ ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بخت اگر رہنما شود، دست دہد بہ بوئے خوش
از نگہِ سمن برے، لالہ رُخے، نکوئے خوش
باغ و بہارِ ما ندیم یعنی کہ جنت النعیم!
روئے خوش است و خوئے خوش، بوئے خوش و گلوئے خوش

اور اب نواب زادہ نصر اللہ خاں ناصر کی غزل ملاحظہ ہو۔ خیالات کی بلندی، تشبیہات کی ندرت، گنگناتی ہوئی بحر، بولتے ہوئے مصرعے اس بات کے متقاضی ہیں کہ انہیں چودھویں صدی کا ناصر خسرو کہا جائے۔

گرچہ فلک نمی دہد، فرصت آرزوئے خوش
کیفِ بہار در خزاں، داد خیالِ رُوئے خوش
لغزشِ پائے نازِ او، برق لگن بعقل و ہوش
خیز بگلستاں کنیم، شورش ہاؤ ہوئے خوش
سیل، سرود و نور شد، موج زناں ز نغمہ اش
برقِ بجانِ عاشقی، می فگند از گلوئے خوش
گنبدِ سبز در نظر، رقص کناں ہمی رَوَم
روضۂ دلنوازِ او، خانۂ خوش بکوئے خوش
سیّدِ ما و امیرِ ما، دوش بوجد خوش بخواند
بخت اگر رہنما شود، دست دہد بہ بوئے خوش
ناصرِ خستہ دل بیا، جانِ جہانیان من نگر
"روئے خوش است و خوئے خوش، بوئے خوش و گلوئے خوش"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"گنبدِ سبز در نظر رقص کناں ہمی روم" والا شعر بار بار پڑھتے اور بتاتے ۔ کہ آیا نوابزادہ صاحب یہ نعتیہ شعر کئی غزلوں پر بھاری نہیں ہے اور کیا یہ دل کے تاروں پر مضراب کا کام دے کر ارتعاش پیدا نہیں کرتا!

نوابزادہ صاحب کو تقریر کرتے سنا ہے ان کی تقریر سیاسی کم ادبی زیادہ ہوتی ہے ۔ سیاسیات کے خارزار میں ادب کی چمن بندی کر کے گلہائے رنگا رنگ کھلانا ان پر ختم ہے ۔ یادش بخیر مرحوم ایوب خاں کے بھائی سردار بہادر علی خاں نے بھی باغ و بہار طبیعت پائی ہے ۔ سیاسیات کو طلاق دینے سے قبل قومی اسمبلی میں، اپنے برمحل اشعار سے سنگینی میں رنگینی پیدا کر دیتے تھے ایک شعر ذہن میں جھول رہا ہے آپ بھی سُن لیجئے ۔

ہر شاخ پہ اُلّو بیٹھا ہے
انجامِ گلستاں کیا ہوگا

مگر مبدأ فیض نے شعر فہمی اور برمحل شعر گوئی کا جو ملکہ نوابزادہ صاحب کو عطا کیا ہے اس میں ان کا کوئی حریف نہیں تھا ۔ ملتان میں پندرہ منٹ کی ایک تقریر میں انہوں نے اوسطاً دس شعر سنائے ۔ آپ کے نزدیک اگر یہ مبالغہ آرائی ہے تو میں دہرائے دیتا ہوں آپ گنتی کر کے میری تصدیق کیجئے ۔

؎ فضائے بدر پیدا کر، فرشتے تیری نصرت کو
اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

؎ سلیقے سے کشی کا ہو تو کر لیتی ہے محفل میں،
نگاہِ مست ساقی، مفلسی کا اعتبار اب بھی،

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ـــہ نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہہ دو
کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے ،

ـــہ غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سُنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا، کچھ ہم سے سنا ہوتا

ع ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

ع دامنِ یار! خدا ڈھانپ لے پردہ تیرا

ع زُلفِ عنبر بار سے کہ زور مکھیر اڈور نکال ،

ـــہ نیند اُس کی ہے، راتیں اس کی ہیں، دماغ اس کا ہے
جس کے بازو پر تیری زلفیں پریشاں ہو گئیں

ـــہ خط بڑھا، زلفیں بڑھیں، کاکل بڑھے گیسو بڑھے
حُسن کی سرکار میں جتنے بڑھے ہندو بڑھے

ـــہ دیکھ کے وہ مست نگاہوں سے بار بار
جب تک شراب آئی، کئی دور ہو گئے

حیوانِ ظریف غالب نے کہا تھا کہ ع حدیثِ دل با اہل دل گو
تو کیا ادبیات کے طالب علم جو سیاسیات پر تین حرف بھیجتے ہیں نوابزادہ صاحب
سے یہ عرض کر سکتے ہیں کہ وہ سیاست کا پنڈ چھوڑ دیں اور ادب کے دامن میں
پناہ لیں کیونکہ سیاسیات تو ادبیات کی ایک ادنیٰ کنیز ہے اور اب تو خواہی
ہو کر کنیز سے بیوا ہو گئی ہے ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

قافلۂ بخاریؒ کے ایک سالار ——

مولانا تاج محمود لائلپوری

یہ لوگ بھی اُٹھ جائیں گے، اس بزمِ وفا سے
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

بلند قامت، قدرے بھاری جسامت، گندمی رنگت، گول چہرہ، بھرواں داڑھی، تراشیدہ مونچھیں، بڑی بڑی آنکھیں، کشادہ پیشانی۔ بڑھاپے کے باوجود چہرے پر جھرّیوں کا نام و نشان، نئی اچکن اور کرتہ شلوار زیب تن کئے، سر پر جناح کیپ جمائے، ایک صاحب "مجلس تحفظِ ختم نبوت" ملتان کی اسٹیج پر براجمان تھے۔ اسٹیج سے کافی دور ہونے کے باعث میں نے انہیں مولانا ابوالحسن قاسمی سمجھا جو مدرسہ تعلیم الابرار ملتان کے مہتمم اور حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی مدظلہ کے بجاری ہیں۔ حیران تھا کہ آنجناب نے کیسے یہاں قدم رنجہ فرمایا۔ مگر دوسرے ہی لمحہ یہ حیرانی جاتی رہی جب برادرم حبیب بٹالوی نے بتایا کہ یہ مولانا تاج محمود لائلپوری ہیں۔ دلی خوشی ہوئی کہ آج قافلۂ بخاریؒ کے ایک سالار کی زیارت ہو گئی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مولانا "یوم شہدائے ختم نبوت" کے سلسلہ میں تشریف لائے تھے جب ان کی باری آئی تو میں سراپا گوش تھا۔ انہوں نے مولانا یوسف بنوری دامت برکاتہم کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "حضرات! میں اس لائق نہیں کہ حضرت بنوری مدظلہ العالی کی موجودگی میں تقریر کر سکوں۔ اصل موضوعاتی تقریر تو مقرر شیریں بیاں بھائی عبدالشکور دین پوری کی تھی جنہوں نے مخصوص انداز میں ابھی آپ سے خطاب کیا یا میرے بعد حضرت بنوری مدظلہ کی ہوگی۔ میں تو چند معروضات پیش کرنے کے لئے آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے کہ ہماری زندگی موت کا مسئلہ ——— ایک صدی کا مسئلہ جو اسلام کی روشن پیشانی پر برص کے داغ کی حیثیت رکھتا تھا عوام کے تعاون، علمائے کرام کے اتحاد اور وزیراعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے تدبر سے آئینی طور پر حل ہوگیا ہے۔ آپ سب لوگ مبارکباد کے مستحق ہیں مگر میری نظر میں اصل مبارکباد کے مستحق وہ لوگ ہیں جنہوں نے ختم نبوت کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

۱۹۵۳ء میں دس ہزار کے قریب مسلمان شہید ہوئے تھے اور ۱۹۷۴ء میں بھی تیس مجاہدوں نے جام شہادت نوش کیا۔ اس مرتبہ بھی مسلمانوں کے تمام مکاتیب فکر نے اس طرح باہمی یگانگت کا ثبوت دیا جس طرح ۱۹۵۳ء میں دیا تھا۔ اس اتحاد کی فضا کو بہرحال اور بہر قیمت برقرار رہنا چاہیے۔ خدا نے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یہ شرف احرار کو عطا فرمایا کہ اس نے صدیوں کے بچھڑے ہوؤں کو گلے لگا دیا۔ دشمنوں نے ابتدا میں اس مسئلے کو "احراری اور قادیانی مسئلہ" بنا کر پیش کیا حالانکہ یہ اسلام اور کفر کا مسئلہ تھا۔ جب ۱۹۵۲ء میں دستور کے راہنما اصول مرتب کیے گئے اور اس میں قادیانیوں کو مسلمانوں کے کھاتہ میں ڈالا گیا تو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اس کے مہلک مضمرات سے قوم کو آگاہ کیا۔ مولانا محمد علی جالندھری مرحوم کو جو اس وقت لاہور میں مقیم تھے، خط لکھا اور تلقین کی کہ وہ دیگر مکاتیبِ فکر کے راہنماؤں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی سعی کریں۔ چنانچہ مولانا جالندھری سب سے پہلے مولانا سید ابوالحسناتؒ کے پاس گئے اور عرض کی "مولانا! میری نظر میں آپ کی تین حیثیتیں ہیں، جن کی بنا پر آپ کے دروازے پر چل کر آیا ہوں۔ اولاً آپ اکثریتی فرقے کے مسلمہ راہنما ہیں۔ ثانیاً لاہور میں آپ کا حلقہ اثر سب سے زیادہ ہے۔ ثالثاً آپ آلِ رسولؐ ہیں۔ بنا بریں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ آپ ہمارے ساتھ مسئلہ ختم نبوت کے سلسلے میں تعاون فرمائیں۔"

مولانا ابوالحسنات کی قبر پر خدا ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے۔ پہلے صاف انکار کر دیا اور فرمایا "میں تم دیوبندیوں سے تعاون نہیں کر سکتا۔"

مولانا محمد علی نے پینترا بدلا، جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے "میں جا رہا ہوں۔ ہم نے سب سے پہلے جماعتی سطح پر نبوت کے سارقین کا تعاقب کیا تھا اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ مگر یہ یاد رکھیں کہ کل میدانِ حشر میں شافعِ محشرؐ کا دامن تھام کر عرض کروں گا کہ اے اللہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے رسولؐ! میں آپ کی نبوت کی حفاظت کے لئے ابوالمحامات کے پاس چل کر گیا تھا مگر انہوں نے مجھے ٹھکرا دیا تھا۔ یہ مسئلہ دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث اور شیعہ سنی کا مسئلہ نہیں۔ یہ اسلام اور کفر کا مسئلہ ہے۔ آج آپ انکار کر رہے ہیں کل شافع محشر کو کیا جواب دیں گے۔۔۔۔۔" مولانا جالندھری اپنی بات پوری نہ کرنے پائے تھے کہ مولانا ابوالمحامات دوڑ کر لپٹ گئے اور فرمانے لگے "بھائی محمد علی! تم امیر شریعت بخاری کو جا کر کہہ دو کہ وہ جب اور جہاں فرمائیں گے میں حاضر ہو جاؤں گا۔"

اسی طرح دیگر مکاتیب فکر کے راہنماؤں نے بھی امیر شریعتؒ کی آواز پر لبیک کہہ کر وحدت ملی کا ثبوت دیا جس سے قادیانی سہم گئے۔ مگر اس وقت کی بدبخت حکومت نے تحریک کی کامیابی سے بوکھلا کر تشدد کا سہارا لیا۔ ہزاروں سہاگنوں کے سہاگ لوٹ کر، ہزاروں ماؤں کی گودیں خالی کر کے وہ سمجھے کہ مسئلہ حل ہو گیا مگر چند دنوں میں شہیدوں کا خون رنگ لایا۔ نہ ناظم الدین برسر اقتدار رہا نہ دولتانہ۔

میر کارواں امیر شریعتؒ، خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ مبلغ اسلام مولانا لال حسین اختر، شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری اور مولانا محمد علی جالندھری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے اٹھ جانے سے ہم لوگ نڈھال ہو گئے تھے۔ ایک خدا، ایک رسولؐ اور ایک کتاب کو ماننے والے پھر فرقوں میں بٹ گئے تھے۔ حتیٰ کہ ایک فرقے کا مسلمان اگر دوسرے فرقے والوں کی مسجد میں نماز ادا کر لیتا تو مسجد کو دوبارہ "پاک"

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کیا جاتا۔ کوئی ایسا راہنما نظر نہیں آتا تھا جو فرقوں میں بٹے ہوئے مسلمانوں کو پھر ایک مرکز پر لا کھڑا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اور مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہ جیسے گوشہ نشین بزرگ میدان میں کود پڑے اور ہم سو عشر سامانوں کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ مگر یہ کامیابی ادھوری ہے جب تک کہ قومی اسمبلی کے فیصلہ کے مطابق

(۱) قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے نہیں ہٹایا جاتا۔

(۲) ان کے پاسپورٹوں اور شناختی کارڈوں پر "غیر مسلم" کا لفظ کندہ نہیں کیا جاتا اور

(۳) ان کی تنظیم عسکری تنظیم پر پابندی نہیں لگائی جاتی۔

ہمارا قافلہ منزلِ مقصود کو پہنچ چکا۔ اب ہم چراغ سحری ہیں۔ میں ایک طرف تو حکومت کو بروقت انتباہ کرتا ہوں کہ وہ قادیانیوں کی اندرونی ریشہ دوانیوں پر کڑی نظر رکھے۔ قادیانیوں کو بھٹو خار کی طرح کھٹک رہا ہے۔ پاکستان میں جب بھی فوجی بغاوت ہوئی اس میں کمیونسٹوں کے ساتھ قادیانی بھی شریک تھے اور آئندہ خدانخواستہ ملک کو ختم کرنے کی، حصے بخرے کرنے کی کوئی سازش ہوئی تو بیرونی طور پر بھارت اور روسیاہ کا ہاتھ ہوگا اور اندرونی طور پر کمیونسٹوں اور قادیانیوں کا۔

دوسری طرف عوام کو نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اس اتحاد کی فضا کو برقرار رکھیں کیونکہ بیرونی دشمنوں نے چار قومیتوں کا نعرہ لگا کر ہمارے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی اس سازش کے اندھے اور اس کے دلال

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کو اپنے ملک میں بسنے والی دراڑیں تو نظر نہیں آتیں اور اندرونی دشمن نے اس محرم الحرام کے موقعہ پر شیعہ سنی فساد کرانے کی بھرپور کوشش کی آپکو یاد ہوگا کہ قومی اسمبلی کے اس تاریخ ساز فیصلہ پر جب اخبار نویسوں نے مرزا ناصر احمد قادیانی کو تبصرہ کرنے کے لئے کہا تو وہ ٹال گئے۔ جب اصرار ہوا تو اس نے کہا تھا کہ وہ جنوری میں اس فیصلہ پر تبصرہ کریں گے۔

جنوری میں محرم الحرام آ رہا تھا اور ان کے ذہن میں شیعہ سُنی فساد کرانے کا نقشہ موجود تھا۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ اپنے آدمی شیعہ فرقہ میں داخل کرائے۔ اپنے آدمیوں کے علاوہ چند لوگوں کو سرمائے کے بل بوتے پر خریدا بھی گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اندرونی اور بیرونی خطرات کے پیش نظر تمام مسلمانوں کا اتحاد وقت کا سب سے بڑا تقاضا ہے اور ہر مسلمان کو اس کے لئے کوشش کرنا چاہیئے۔ وما علینا الا البلاغ ؂

یہ تھے قافلہ بخاری ؒ کے ایک سالار، ہفت روزہ لولاک لائلپور کے مدیر، زبانِ اردو کے اسیر، شمع بزم رسالت کے پرستار، اسلام کی تیغ جوہر دار اور فن خطابت کے شہسوار ــــ مولانا تاج محمود لائلپوری ؒ

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مولانا کوثر نیازی

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفےٰ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

بال جبریلؒ میں اقبال علیہ الرحمۃ کا یہ شعر بارہا پڑھا تھا۔ مگر تشریح و توضیح پہلی دفعہ مولانا کوثر نیازی کی زبانی عید میلاد النبی کے موقعہ پر، اسلامیہ ہائی سکول عام خاص باغ ملتان میں سُنی۔ معلوم ہوتا تھا کہ دریائے معانی میں طوفان آگیا ہے۔ اپنے موضوع کو قرآنی آیات، احادیث نبویؐ اور کلام اقبالؒ سے اُجالتے اور اُچھالتے چلے گئے۔ مولانا کی خطابت کے سحر کے زیر اثر، مرحوم جسٹس ایم۔ آر کیانی کے اس دعویٰ پر ایمان لانا پڑا کہ "اقبال کی شاعری قرآن کی آیات سے مملو ہے۔ پڑھنے والوں کے علاوہ سننے والوں کو بھی باوضو ہونا چاہیے۔"

مولانا کی پہلی تقریر سنانے کے لئے ایک دوست زبردستی گھسیٹ کر لے گیا تھا پھر ملتان میں مولانا کی شاید ہی کوئی تقریر ہو تو راقم الحروف نے نہ سُنی ہو البتہ وہ دوست ساتھ چھوڑ گیا کیونکہ مولانا جماعت اسلامی سے نکلنے کے بعد ان کی نظر میں نہ مولانا، رہے تھے نہ مُلا، اور شاید نہ ہی مسلمان۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اکثر مقرروں کو دیکھا اور سنا ہے وہ اپنے مقررہ وقت کا زیادہ حصہ تمہید باندھنے سفر کی تکالیف کا ذکر کرنے اور ناسازیٔ طبع کا رونا رونے میں صرف کر جاتے ہیں یا پھر منتظمینِ جلسہ کا اصرار اپنا انکار اپنی نامعلوم مصروفیات کا اظہار اور بالآخر عوام کے پیار کا ذکر کر کے اصل موضوع کی طرف پلٹتے ہیں۔ مگر مولانا کوثر نیازی میں یہ بات نہیں وہ ابتدائی رسمی جملوں کے ساتھ ہی اپنا بیان شروع کر دیتے ہیں۔ موضوع ہر گھڑی ان کے پیشِ نظر رہتا ہے۔ تقریر نہایت سچی تلی اور فی البدیہہ کرتے ہیں۔ خود ساختہ مفکرِ اسلام کی مانند تقریر کے نوٹس سامنے نہیں رکھتے۔ چونکہ شاعر ہیں اس لئے ان کی تقریر میں نظم کی وحدت کے ساتھ ساتھ غزل کی رنگینی بھی ہوتی ہے۔ الفاظ کی ندرت، خیالات کی بلندی، مذہب سے وابستگی اور ادبِ عالیہ سے شیفتگی ان کی تقریر کے عناصرِ اربعہ ہیں ——— ہر حلقہ اور ہر مکتبِ فکر میں نہایت ادب و احترام سے بلائے اور سنے جاتے ہیں۔

بطلِ حریت، شہبازِ خطابت آغا خورشید کاشمیری نے اپنی عمر کا بڑا حصہ قید و بند میں گذارا ہے۔ نئے زمانے میں پرانی باتیں سناتے ہیں ان کا جواب نہیں۔ وہ اس دور میں بھی قید و بند اور قربانی و استطاعت کو کھوٹے کھرے کے پرکھنے کا معیار گردانتے ہیں۔

کبھی ادیبوں اور شاعروں کو جھنجھوڑتے ہیں کبھی صحافت کی خانہ ویرانی پر سوز خوانی کرتے ہیں اور کبھی ڈرائنگ روم کی سیاست پر ایمان رکھنے والے سیاستدانوں کو قربانی اور استقامت کی راہ دکھانے کے لئے نشتر زنی کرتے ہیں۔ انہوں نے چند سال پیشتر مولانا کوثر نیازی کے بارے میں تحریر کیا تھا کہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دو چار دفعہ قید ہو جاتے تو منجھ جاتے بہرحال جب وادیٔ سیاست میں قدم رکھ چکے ہیں اس میں دو چار سخت مقام بھی آتے ہیں اور ان کے حوصلہ و یقین کو ملحوظ رکھتے ہوئے پیشگوئی کی جا سکتی ہے کہ مشیت ایزدی ان سے کوئی مفید کام ضرور لینا چاہتی ہے۔"

آغا صاحب کی پیشگوئی یحییٰ دورِ حکومت میں پوری ہو گئی جب مولانا کو ان کی تقریر و تحریر سے زچ ہو کر پابندِ سلاسل کر دیا گیا۔ قائدِ عوام ذوالفقار علی بھٹو کے ذہنی اُپج کی داد دیجئے کہ انہوں نے مولانا کے پابندِ سلاسل ہونے کے باوجود قصور کے حلقہ سے انہیں اپنا امیدوار نامزد کر دیا۔ عوام نے جس جوش و خروش سے مولانا کو کامیاب کرایا وہ ان کی عقیدت کا اعلیٰ اظہار تھا یہ صرف پاکستان کی ہی نہیں بلکہ دنیا کی تاریخ کا ایک عظیم واقعہ تھا کہ ایک "قیدی امیدوار" کو ووٹروں نے واضح اکثریت سے کامیاب کرایا (مولانا نے غالباً پیپلز پارٹی کے کامیاب امیدواروں میں سب سے زیادہ ووٹ حاصل کر کے کامیابی حاصل کی تھی) اور یحییٰ گورنمنٹ کو بھی عوام کے سامنے ہتھیار ڈال کر انہیں رہا کرنا پڑا — ذوالفقار علی بھٹو .... نے زمامِ حکومت سنبھالی تو مولانا کو مرکز میں اہم وزارت وزارت اطلاعات و نشریات اوقاف و حج، سونپی۔ آج کل مذہبی امور کا محکمہ ان کے سپرد ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وزارت کو انہوں نے نہیں چُنا بلکہ وزارت نے ان کے انتخاب سے رونق پائی ہے۔ پیپلز پارٹی کے ان چند راہنماؤں میں سے ہیں جن کی آواز پارٹی کے اندر اپوزیشن اور عوام میں احترام سے سنی اور مانی جاتی ہے۔ مولانا اس وقت بھی ہر دلعزیز تھے جب کسی کے دل میں ان کے وزیر بننے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کا خیال بھی نہیں تھا اور آج بھی عوام میں مقبول ہیں اور مقبولیت کی وجہ ان کی عوام دوستی ہے۔ وہ عوام کے مقابلہ میں وزارت صدارت کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ ملتان میں رابطۂ عوام کی مہم کے دوران فرمایا "میں جب ایک رسالے کا مدیر تھا تو بھی آپ کا تھا جب اسیر تھا تو بھی میرا دل آپ کے دلوں کے ساتھ دھڑک رہا تھا اور اب جب کہ میں وزیر ہوں تو بھی آپ کا ہوں۔ آپ آزما کر دیکھیں۔ آپ مجھے اپنے سے جدا کبھی نہ پائیں گے"۔

کوثر نیازی مولانا ضرور ہیں مگر محض کٹھ ملا نہیں۔ شاعری نے مذاق امزاج میں غزل کی رنگینی پیدا کر دی ہے۔ غزل کہتے ہیں اور "زرِ گل" ان کی غزل گوئی پر دال ہے۔ "نعت گوئی" میں بھی بند نہیں۔

اردو کے بانکے ادیب مہدی الافادی کو خدا جانے کس مولوی سے واسطہ پڑا تھا کہ ایک جگہ تحریر کرتے ہیں "مولویوں میں ظرف نہیں ہوتا۔ ذرا آزمائش پڑی یہ دل چھوڑ بیٹھے"۔ ماضی کی نہیں حال کی بات کرتا ہوں۔ میں نے اپنی زندگی میں صبر و استقامت کے پہاڑ دیکھے ہیں۔ مولانا عبید اللہ انور مدظلہ، مولانا عبد الشکور دین پوری اور مولانا کوثر نیازی۔ مولانا عبید اللہ انور کے صبر و استقامت کی گواہی لاہور کے شاہی قلعہ کے در و دیوار دیں گے۔ مولانا عبد الشکور دین پوری کے جواں سال فرزند ارجمند چند دنوں میں دیکھتے ہی دیکھتے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ملتان میں نماز جمعہ کے وقت جب لوگوں کو خود بتایا تو لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ جواں کی موت تھی۔ پتھر بھی پگھل گئے ؎

گر پیر مرد کو سالہ بمیرد غمے نیست ایں ماتم سخت است کہ گویند جواں مرد

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مگر مولانا کی زبان پر صبر و شکر کے کلمات تھے۔ آہ و زاری کا نام نہ تھا۔ اسی طرح مولانا کو ترنیازی کے جواں سال فرزند فاروق نیازی ٹریفک کے حادثے کا شکار ہو کر داغ مفارقت دے گئے۔ ملک کے ہر گوشے سے لوگ تعزیت کے لئے آئے۔ ہر آنکھ اشکبار تھی مگر مولانا صبر و استقامت کا مجسمہ بنے بیٹھے تھے۔ آہ و بکا کا نام نہ تھا۔

سُرخ و سفید رنگت، سرو قامت، چھریری جسامت، گول چہرہ، ستواں ناک سفید دانت، ہونٹ گلابی، آنکھیں شرابی جنہیں نظر سے بچانے کے لئے سنہرے فریم کی سفید شیشے والی عینک چڑھائے رہتے ہیں۔ داڑھی کا حاشیہ جس سے چہرے کی رونق دوبالا ہو گئی ہے۔ عام طور پر شلوار کرتہ اور جیکٹ یا شیروانی پہنتے ہیں۔ سوٹ بوٹ پہننے سے بھی انکار نہیں حقیقت یہ ہے کہ ہر لباس میں تصویر ہیں۔ میانوالی میں پیدا ہوئے۔ لاہور آکر پروان چڑھے حتیٰ کہ لاہور کے ہو کر رہ گئے۔ ہر محفل کی زینت اور ہر مجلس کی جاں ٹھہرے اور آج کل اسلام آباد کی رونق بڑھا رہے ہیں۔ زندگی کے اداس لمحوں میں ان کا یہ شعر راقم الحروف کے ورد زباں ہوتا ہے اور حوصلہ دلاتا ہے ؎

وہ مل نہ سکے یاد تو ہے اُن کی سلامت!
اس یاد سے بھی ہم نے بڑا کام لیا ہے،

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کلیمِ وقت — شورش کاشمیری

جہاں ضمیر فروشی کا بول بالا ہو — جہاں پہ ظلمتِ شب کا لقب اجالا ہو
جہاں ہوں پست خصائل مرقعِ کردار — جہاں عقاب ہو کرگس کا حاشیہ بردار
جہاں دروغ فضیلت، جہاں ہو جہل وقار — جہاں ہو بوریا بافوں کا مستقل بازار
جہاں پہ قوت و جبروت کی نمائش ہو — وفا شعار کی ہر وقت آزمائش ہو
جہاں وقارِ بشر صرف زرپرستی ہو — زبانِ خلقِ خدا، بات کو ترستی ہو
جہاں اثر ہو فغاں کا نہ ہمتِ فریاد — جہاں صلہ ہو صداقت کا صرف استبداد

ترا وجود وہاں حوصلہ بڑھاتا ہے
چراغِ شب کی طرح راستہ دکھاتا ہے

ورق ورق سے نمایاں ہے تیرا زورِ بیاں — تو سیلِ فکر ہے جس کا شعور دھارا ہے
تری بیاض سے روشن ہے علم و فن کا عروج — ترے قلم سے تری ذات آشکارا ہے
بھنور ہزار رہی درمیانِ بحر مگر — بھنور کا آخری انجام تو کنارا ہے
کلیمِ وقت ہے اپنے عصا پہ تکیہ کرو — عصائے شوقِ بیانی ترا سہارا ہے
قدم دریغ مدار از گذارشِ احوال — کہ تو نے وقت اسی ڈھنگ سے گزارا ہے

مثالِ حضرتِ عیسیٰؑ جواب ہے ٹھیک
کہ تجھ کو وقت نے اک بار پھر پکارا ہے

([illegible] نصیر خیال [illegible])

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کلیمِ وقت، شہبازِ خطابت اور اقبالؒ کا شاہین

آغا شورش کاشمیری

عام ہے چاروں طرف ذرّیتِ ابن زیاد
میں ہوں پاکستان کے کوفہ میں دربانِ حسینؓ (شورش)

سرِ راہے:۔ آغا شورش کاشمیری کا قلمی خاکہ سب سے پہلے ہفت روزہ "چٹان" لاہور ۲۸ نومبر ۱۹۶۶ء میں چھپا۔ یہ راقم کی آغا صاحب سے پہلی ملاقات تھی اور یہ قلمی خاکہ راقم الحروف کی پہلی ادبی کوشش۔ دس گیارہ سال کے طویل عرصہ میں آغا صاحب مطالعہ اور مشاہدہ کی بنا پر اور کھل کر اور کھل کر سامنے آئے ہیں مطالعہ کی نئی راہیں کھلی ہیں۔ نتیجۃً یہ قلمی خاکہ قدرے حک و اضافہ کے ساتھ دوبارہ پیشِ خدمت ہے۔ (عبدالعزیز)

اب سے چند برس اُدھر کا ذکر ہے کہ آغا صاحب مدرسہ قاسم العلوم کے سالانہ جلسہ میں تقریر کرنے کے لئے تشریف لائے۔ ہمارے میٹرک کے امتحانات ہو رہے تھے جس شب انہوں نے خطاب کرنا تھا اس سے اگلی صبح انگریزی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کا پرچہ تھا۔ آنکھیں کثرتِ مطالعہ کے باعث دکھ رہی تھیں مگر ایک نامعلوم سا جذبہ تھا۔ ایک نامعلوم سی اُمنگ تھی جو مجھے مطالعہ کے کمرے سے اُٹھا کر باغ لانگے خاں کے پنڈال میں لے آئی۔ بھلا میں اس شخص کی تقریر کو کیونکر گنوا دیتا جس کے اسلوبِ نگارش نے مجھے اس کا دیوانہ بنا رکھا تھا آغا صاحب نے آٹھ بجے خطاب کرنا تھا مگر یہاں چھ بجے سے یہ حالت تھی کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ پنڈال تو رہا ایک طرف تمام باغ لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور ابھی لوگ شہر کے ہر گوشے سے اُمڈے چلے آ رہے تھے ان میں بوڑھے، ادھیڑ عمر، جوان بچے بھی تھے۔ دیوبندی تھے، بریلوی تھے اہلحدیث تھے، پڑھے لکھے تھے ان پڑھ تھے، عقیدت مند بھی تھے اور جان کے دشمن بھی۔ غرضیکہ انسانوں کے اس ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں ہر عمر اور ہر فرقے کے لوگ دیکھنے میں آئے۔ باغ لانگے خاں کے قرب نے تقریر سننے کا چسکہ بچپن سے لگا دیا تھا۔ میں نے ملتان کی تاریخ میں اتنا بڑا اجتماع کسی مقرر کے جلسے میں نہیں دیکھا۔ آغا صاحب وقت مقررہ پر احباب کے جلو میں اسٹیج پر پہنچے۔ پندرہ بیس منٹ تک پنڈال مسلسل نعروں سے گونجتا رہا۔ جب جلسہ کی ابتدائی کارروائی کے بعد مائیک انہوں نے سنبھالا تو لوگوں کا جوش و خروش قابلِ دید تھا۔ دل کی دھڑکنیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ ذرہ ذرہ گرامی قدر کے جاندار الفاظ فضا میں گونجے اور سناٹا چھا گیا۔ ان کی تقریر کیا تھی ایک مدھر گیت تھا جس سے روحیں سرشار ہو رہی تھیں۔ ایک چشمہ صافی تھا جس سے ہر شخص بقدرِ استطاعت استعداد سیراب ہو رہا تھا۔ جذبات کا شعلہ جوالہ تھا جس کی تپش

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تمام سامعین محسوس کر رہے تھے۔ اس میں توحید باری تعالیٰ کا بیان تھا خاتم النبیین کی مدح تھی۔ مسلمانوں کے عروج کی داستان تھی۔ موجودہ بے حالی اور بے سروسامانی کا نوحہ تھا۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ سید جمال الدین افغانیؒ کے خواب کے شرمندۂ تعبیر ہونے کا اظہار کامل بھی تھا۔ اس میں غزل کی رنگا رنگی بھی اور نظم کا تسلسل تھا۔ یہ ان کی خطابت کا سحر تھا کہ سامعین کے دل ان کے الفاظ کے ساتھ دھڑک رہے تھے۔ لوگ ہنس رہے تھے لوگ رو رہے تھے۔ غرضیکہ انہوں نے اڑھائی گھنٹے تک لوگوں کو اپنے زور خطابت اور جذبے کی سچائی سے مسحور کئے رکھا۔

آغا صاحب نے جس دور میں آنکھیں کھولیں وہ ذلہ خواروں، انگریز کے پشتینی وفاداروں اور ظفر علی خانؒ کے الفاظ میں "ٹوڈیوں" کا دور تھا۔ انگریز کے اقتدار کا سورج نصف النہار پر تھا۔ انگریز یا اس کے ہوا خواہوں کے خلاف زبان کھولنا، قید و بند کو دعوت دینے کے مترادف تھا مگر یہ ازل سے سیمابی طبیعت لے کر آئے تھے۔ مولانا ظفر علی خانؒ کی صحبت اور "الہلال" کے بالاستیعاب مطالعہ نے اس پر صیقل کا کام کیا اور وہ سونے سے کندن بن گئے۔ "شہید گنج" کے ملی سانحہ کے بعد مطلع پنجاب پر ایک خطیب بن کر اُبھرے اور چھا گئے۔ بڑے بڑے راہنماؤں سے خراج تحسین وصول کیا۔ آغاز جوانی میں کچھ سے کچھ ہو گئے۔ اسی زمانے میں مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے تقریر سے خوش ہو کر بلبل پنجاب کا خطاب دیا۔ مولانا شوکت علیؒ نے ان کی تقریر سنی تو فرمایا "جیتے رہو۔ اب ہمارا نہیں تمہارا زمانہ ہے ...

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ماشاء اللہ خوب تقریر کی"۔ برصغیر کے سب سے بڑے خطیب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے پہلی دفعہ ان کی تقریر سنی تو بے ساختہ فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے اس کے حلق میں گراریاں لگی ہوئی ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آواز میں غنا نہیں ورنہ ہم لوگ بھی چوکڑی بھول جاتے۔ پھر فرمایا۔۔ بحمد اللہ، مطمئن ہوں کہ بڑھاپا جوان ہو گیا ہے۔ میں برگد کا درخت نہیں کہ اس کے نیچے دوسرا پودا اگ ہی نہیں سکتا۔ شورش کاشمیری میری مراد ہے"۔ ظفر علی خاں مرحوم کو تمام عمر اپنے اس معنوی فرزند پر ناز رہا۔ ۱۹۳۷ء میں فرمایا ۔

شورش سے میرا رشتہ ہے اور وہ ازلی ہے
میں وقت کا رستم ہوں تو یہ ثانیِ سہراب

خطابت کی راہ سیاست کے خارزار میں لے آئی۔ بقول پروفیسر محمد سرور جامعہ پنجاب کے جس تاریخی عہد میں شورش نے اپنی زندگی کا آغاز کیا، آج ہم میں سے اکثر اس کا تصور نہیں کر سکتے...... آج سامراج مردہ باد کے نعرے لگانا بڑا آسان ہے۔ مگر جس زمانہ میں شورش نے اس صوبہ کی مشہور سامراج دشمن سیاسی پارٹی مجلس احرار کا ساتھ دیا، اس وقت "سامراج مردہ باد" کہنے والے کو قید و بند میں جانا پڑتا تھا"۔ اور شورش نے قومی آزادی کی خاطر تقسیم سے قبل دس برس قید کاٹی۔ راہنماؤں کی دغا اور ساتھیوں کی بے وفائی نے اسے سیاست سے باغی کر دیا اور اسے کہنا پڑا کہ سیاست اس چیز کا نام ہے کہ جس کے پہلو میں دل نہیں ہوتا اور نہ ایسے قافلے کے ارکان آپس میں ایک دوسرے کے فدائی ہوتے ہیں۔ ان کی رفاقت بسنت پر اڑنے والی پتنگوں

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کی مانند ہے جو آپس ہی میں اُڑتی اور آپس ہی میں کا ٹتی ہیں۔

سیاست طرائف کا پہلو نکلی تو آغا صاحب نے اس سے دامن چھڑا لیا اور تاثیر، تاجور، اختر شیرانی اور ساغر مرحوم کے اکسانے پر ادبی ادب میں قدم رکھا۔ پاکستان بننے کے بعد "چٹان" کا ڈول ڈالا۔ چٹان کی نیو اٹھاتے وقت کلمۂ حق کو اس کا نصب العین (Motto) قرار دیا اور آج تک قوم سے کئے ہوئے وعدے پر حرف نہیں آنے دیا۔ چٹان نے صحافت کو ایک نیا روپ اور نیا نکھار عطا کیا ہے۔ "چٹان" کی تحریریں شاہوں کے محلات اور غریب کی جھونپڑیوں میں یکساں توجہ سے پڑھی جاتی ہیں۔ اس سے عوام حوصلہ پاتے ہیں اور شاہ پچھتاتے ہیں۔

خطابت، سیاست کے علاوہ ادب میں بھی ان کا ایک خاص مقام ہے۔ "انجمن ستائش باہمی کے بے دین مافیہ" اپا ہج ادیب نہ مانیں تو اور بات ہے جن کا اپنا وجود ہی محل نظر ہے۔ "شورش" کی نثر ابو الکلام آزاد اور محمد حسین آزاد کی نثر کا پرتو ہے۔ ان کی نظم ظفر علی خان کی نظم ہے جس میں قال اللہ اور قال الرسول کے سوداگر، قادیانی امت اور نازغینان سیاست کے ماتھوں پر بل پڑ جاتے ہیں۔ وہ سیاست کو تیاگ چکے ہیں مگر سیاستدان اور حکمران کی غلطیوں پر آڑے ہاتھوں لیتے ہیں۔ ان کی تنقید تخریبی نہیں تعمیری ہوتی ہے۔ جہاں اچھے اقدامات پر حکومت کی مدح کرتے ہیں۔ وہاں برائیوں پر قدح کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔ جہاں قصیدہ ہے وہاں ذم بھی ہے۔ وہ صحیح معنوں میں محب الوطن ہیں۔ ان کا کلام ابو الکلامؒ کی طرح رجز خوانی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بھی کرتا ہے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ مولانا محمد علی جوہر کی طرح مبارزت طلبی بھی کرتا ہے۔ حمید نظامی مرحوم کے بعد صحافت ان کی ذات پر جتنا بھی فخر کرے کم ہے شورش کے قلم میں کھنک بھی ہے اور کھٹک بھی۔ گداز بھی ہے اور گھن گرج بھی۔ پکار بھی ہے اور للکار بھی ہے۔ ان کے نزدیک قلم کی حفاظت کرنا ماں بہن کی عصمت کی حفاظت کرنا ہے مگر افسوس اس بات کا ہے کہ اب صحافت کی اس گرہ بیں جس قبیلے سے واسطہ پڑا ہے اس میں سے بیشتر چڑھتے سورج کے پجاری ہیں انہیں عوام سے زیادہ اپنی ذات سے پیار ہے۔ شریفوں کی پگڑی اچھال کر انہیں سکون ملتا ہے اور فحاشی کے قصے چھاپ کر انہیں بھی راحت نصیب ہوتی ہے وہ آغا صاحب کے اپنے الفاظ میں صحافی سے کھیرے ہو گئے ہیں۔

حیف کسے از قبیلہ مجنوں نہ ماند

شورش کے بارے میں جمہور کی رائے یہ ہے کہ وہ ابوالکلامؒ ظفر علی خاںؒ اور امیر شریعت بخاریؒ کی خطیبانہ بوقلمونیوں کا ایک دلآویز مرقع ہیں۔ ان کے پاس ابوالکلامؒ کی کوثر و تسنیم میں دھلی ہوئی زبان ہے جو بقول پروفیسر رشید احمد صدیقی، پرستش کی بجائے پرستش کی دعوت دیتی ہے، ظفر علی خاں کا طنز اور امیر شریعتؒ کی شگفتگی ہے ان کی زبان و بیان پر حشیش ایس۔ اے رحمٰن کا یہ تاریخی فقرہ سند کی حیثیت رکھتا ہے جو انہوں نے ۱۹۶۲ء میں یوم اقبال کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا تھا۔" اس شخص کو زبان و بیان پر اس

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

قدرتاً یہ حاصل ہے کہ وہ لوگوں کے دل و دماغ سے کھیلتا ہے۔"

مولانا عبدالماجد دریا آبادی رحمۃ اللہ علیہ جب "وحشت" کے مہلک مرض میں مبتلا نہیں تھے ہم نے مولانا ابوالکلام کے لئے "جامع الجہات وجامع الصفات" کی اصطلاح وضع کی تھی وہی ان پر لاگو ہوتی ہے۔ وہ بیک وقت ایک شعلہ بیان خطیب، ایک بیباک اور نڈر صحافی، ایک جلیل القدر مدبر گو شاعر اور ایک صاحب طرز ادیب ہیں مگر آج کل یاروں نے "تعصب" اور پاکستان سے علم والے "ڈگری یافتہ" معاصرین اور حاسدین کے نرغے میں ہیں۔ ان لوگوں میں یہ حوصلہ تو نہیں کہ سامنے آکر وار کریں البتہ پیچھے بیٹھے بغلی گھونسہ مارنے اور وار کرنے، طعن توڑنے اچھی آنے سے ذرا نہیں چوکتے اور طبری کی لعنت ہماری قومی زندگی کا شعار ہو گئی ہے اور اس کو ہوا میں گئی عطیوں کے سرہانوں پر رکھ کر اپنی مظلومیت کی داستان سناتے ہیں۔ آغا صاحب بھی ان لوگوں سے بے خبر نہیں، ایسے کچھ کے پیچھے میں گمنام سے بڑے عزت مآب لوگوں کو بھی خطوط لکھ کر معافی مانگنی پڑتی ہے۔ ذاتی دشمنوں کو معاف کرنا ان کے لئے مشکل نہیں۔ مگر قوم اور دین کے دشمنوں کو معاف کر دینا ان کی لغت میں حرام ہے۔ قادیانی، کمیونسٹ، سرکاری روٹیاں توڑنے والے سے قرضے لے کر چلنے والے دانشور، عوام کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھانے والے سیاسی اور مذہبی رہنما ان کے خاص ہدف ہیں۔ کمیونسٹوں کو وہ قادیانیوں کی طرح ملک و ملت کے لئے کم خطرہ نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک کمیونسٹوں کا یہ کہنا کہ وہ خدا کے منکر نہیں یا مذہب کو جھوٹا نہیں سمجھتے یا مسلمانوں میں

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عقیدتاً شامل ہیں ایک سفید جھوٹ ہے کمیونسٹ وہی ہو سکتا ہے جو ہیرالیٹ ہو اور میٹیریلسٹ وہی ہو سکتا ہے جو ہر یہ ہو یقین کے بجائے ایک مسلمان ملک میں بیٹھ کر مسلمانوں کی جیبوں سے تنخواہیں پا کر اسلامیات کی بجائے موسیقی کو شامل نصاب کرا کے، اسلام اور مسلمانوں کا تماشا دیکھنے کی فکر میں ہیں۔

ع پریشاں روزگار آشفتہ مغزاں آشفتہ مو

"ثقافت" کا کلہاڑا لے کر پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں مصروف ہیں ایوبی دور میں پیدا ہونے والے "دانشور" بھی پاکستان کے مسلمانوں کے لئے خطرہ ہیں۔ انھوں نے ذہنی افلاس پیدا کیا ہے ان میں کوئی ابوالکلام نہیں کوئی محمد علی جوہر نہیں کوئی ظفر علی خاں نہیں اور کوئی اقبال نہیں یہ لوگ آغا صاحب کے نزدیک باتیں زیادہ کرتے ہیں۔ حق و باطل کے معرکے میں غیر جانبدار رہتے ہیں دیکھتے ہیں پرانے یا فتح فیض صاحب معاف فرمائیں ع

مجھ سے پہلی سی محبت مرے محبوب نہ مانگ

والوں لگے تو باطل کے ہمنوا ہو جاتے ہیں لکھتے کم ہیں یا پھر لکھتے ہی نہیں۔ لیکن آرٹ جو اقبال کے نزدیک ایک مقدس جھوٹ ہے اس کے سرپرست ہوتے ہیں۔

یہ سوچ کر دل بیٹھ جاتا ہے کہ آغا صاحب آج ہم میں موجود ہیں اور ہم ان سے حکومتی سطح پر کوئی قومی کام نہیں لے رہے کل جب وہ اٹھ جائیں گے، تو ان کی یاد میں چند تعزیتی جلسے منعقد کر کے ان کو مجبور کے روائتی وعدوں کی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

طرح بھول جائیں گے۔

المختصر شورش کاشمیری ایک ایسی قوم کے فرد ہیں جو زندوں کی قدر نہیں کرتی مگر مُردوں پر چڑھاوے چڑھاتی ہے جو صاحب اقتدار کو چاہے وہ کتنا مخلص کیوں نہ ہو ارنگ بر نگی کا پھول سے لادتی ہے اور محروم اقتدار کو غدّار کا لقب دیتی ہے جو بقول امیر شریعتؒ "ڈنڈے والے کے آگے آگے اور دولت والے کے پیچھے پیچھے چلتی ہے"۔ اور رئیس الاحرار مولانا حسرت موہانیؒ کے الفاظ میں "صرف سزا دینا جانتی ہے"۔ ۵

یہ لوگ بھی اٹھ جائینگے اس بزم دنیا سے
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

سروقامت، متناسب جسامت یعنی نہ مولانا رشید اختر ندوی یا مجید لاہوری کی طرح "ہلکے پھلکے" نہ استاد محترم سید وقار عظیم کی مانند بھاری بھرکم "کشادہ پیشانی، باریک ابرو، بولتی اور مسکراتی ہوئی حسین آنکھیں۔ ستواں ناک، گلابی ہونٹ، گول چہرہ، سرخ و سفید رنگت، علم جیب کی گھڑی، خطابت ہاتھ کی چھڑی بروایت عوام الناس، نثر میں ابوالکلام ثانی، نظم میں ظفر علی خانؒ کے ہم مرتبہ، خطابت میں امیر شریعتؒ کے جانشین، صحافت میں حمید نظامی کی یادگار۔ توحید کے پرستار، ختم نبوت کے جانثار، بر خود غلط لوگوں کیلئے تیغ ذوالفقار، اٹھے تو طوفان، گرے تو بجلی، لپکے تو شعلہ، برسے تو شبنم، چٹخے تو غنچہ، مہکے تو پھول، چہکے تو بلبل، چلے تو صبا، بہے تو آبشار، دوستوں کیلئے نسیم صبحگاہی، دشمنوں کیلئے قہر الہٰی، مظلوموں کیلئے آہِ رسا، ظالموں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے لئے نالۂ نارسا ہے

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم،
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفاں

اور یہ ہیں بقول پطرس مرحوم شبنمی طبیعت رکھنے والے بارودی انسان۔

حضرت خورشید کاشمیری

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دل کی بات

محترم پروفیسر عاصی کرنالی اور برادرم شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اس کتاب پر ناقدانہ نظر ڈالی اور اسے زبان و بیان کی اغلاط سے پاک کیا۔ کتاب کا سرورق مشہور آرٹسٹ شکیل احمد شاہد کے حسنِ تخیل کا نتیجہ ہے۔ جس کے لئے میں سراپا سپاس ہوں۔

آغا شورش اور احسان دانش کے خوانِ ادب کے خوشہ چیں حبیب صاحب کو غلاموں کے انبار تلے دبا ہوا دیکھتا ہوں تو رونا آتا ہے۔ ایک شخص ماسٹر آف آرٹس کی چار ڈگریاں رکھنے کے باوجود ایسے خوش قسمت انسانوں کے ماتحت دھکے کھانے پر مجبور ہے، جن کے پاس میٹرک کی سند بھی موجود نہیں یا جن کے بلیغ علم کا یہ حال ہے کہ قومی زبان پر چار سطریں بھی درست طور پر نہیں لکھ سکتے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ ان خوش قسمت انسانوں کی ہر دور کے ملائکۃ المقربین سے یاری رہی۔ حافظ اپنے دور میں چیختا چلاتا رہا ؎

اسپِ تازی شدہ مجروح بزیر پالاں
طوقِ زرّیں ہمہ در گردنِ خرمی بینم

عبید زاکانی جیسے نابغہ شخص نے حسین پیرائے میں اہلِ علم و ہنر کو مشورہ دیا ؎

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ز مسخرگی پیشہ کن و مطربی آموز
تا داد خود از مہتر و کہتر بستانی

اب یہ سلسلہ ہمارے دور تک آ پہنچا ہے ؎

ارباب جہالت کے لئے مرغ مسلّم!
فنکار کے حصے میں فقط نانِ جویں ہے

ہمارے ملک میں علم کی ناقدری اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ لارڈ میکالے کا یہ سامراجی تعلیمی نظام یکسر بدل نہیں دیا جاتا اور یہ کام "نامعیاری اور کج روی" کے حامل لوگوں سے ہو سکتا ہے اور نہ ہی بے دین دانشوروں کے ہاتھوں سرانجام پا سکتا ہے جنہیں اقبال نے "زاغِ دشتی" کا لقب دیا ہے۔ جدید و قدیم علوم سے بہرہ مند، اپنے شاندار ماضی پر نازاں جیّد علمائے کرام پر مشتمل ایک نصاب کمیٹی بنا دی جائے جس کی نگرانی براہِ راست قائدِ عوام فرمائیں۔

جناب بھٹو کے سیاسی کارنامے سیاست دان جانیں مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ انہوں نے نوے سالہ قادیانی مسئلہ کو جس تدبر، فراست اور خوش اسلوبی سے حل کیا ہے اس پر پوری مسلمان قوم ہی نہیں بلکہ بقول شورش کاشمیری اسلام ان کا شکر گزار ہے حتیٰ کہ ذوالفقار علی بھٹو کے نام ہی سے بغض رکھنے والوں نے بھی قادیانی سومنات کی اینٹ سے اینٹ بجانے پر ان کے فہم و فراست کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے اور اس فیصلہ کو عظیم، تسلی بخش اور قابلِ فخر قرار دیا ہے۔ حسن وہ ہے جس کا اعتراف سوکنوں کو بھی ہو۔ قائدِ عوام کے اس عظیم

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

فیصلے کو دیکھتے ہوئے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اس سامراجی نظامِ تعلیم کو بھی بدل سکتے ہیں جس کے بارے میں اکبر الٰہ آبادی نے کہا تھا

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

عبدالعزیز
۳۹ ابدالی روڈ۔ ملتان

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جرأتِ رندانہ ——— از قلم رندانِ باصفا ذکی پانی پتی - ارشد ملتانی

عزیز صاحب کے قلمی خاکے "عزیزانِ محترم" مجھے بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ دورِ حاضر میں آغا شورش صاحب کو کردار نگاری اور چہرہ کشائی میں اگرچہ یدطولیٰ حاصل ہے، لیکن عزیز صاحب کی شخصیت نگاری کا کچھ ایسا اثر میرے دل پر ہوا کہ دیکھنے اور نے مجھے اُن کو بارِ دگر دیکھنے اور سننے کی خواہش دل میں چٹکیاں لینے لگی۔

اسلئے ایک مخلص نوجوان حبیب بٹالوی کے اصرار پر جی چاہا کہ عزیز صاحب کو "عزیزانِ محترم" کی قلمی کوشش و کاوش پر رونمائی پیش کر کے ادیبوں کا ہم بزم ہونے کا شرف حاصل کر لوں ——— ورنہ من آنم کہ من دانم۔" (ذکی پانی پتی)

بلوچ صاحب نے جن شخصیتوں کے خاکے تحریر کئے ہیں ممکن ہے فکر و نظر کے بعض زاویوں کو ان کے نظریاتی تشخص سے اختلاف ہو یا خود مصنف کے بے باکانہ اظہار سے انہیں اختلاف کی گنجائش محسوس ہو لیکن ایک بات کے بارے میں یقیناً اتفاق پایا جائیگا اور وہ ہے صاحبِ کتاب کی محبت اور عقیدت! ظاہر ہے محبت اور عقیدت کی وسعتیں محدود و قیود کی پابند نہیں ہوا کرتیں لہٰذا مصنف اگر کہیں اظہار راستے میں ذرا آگے بڑھ گئے ہیں تو میں اسے ان کی مخلصانہ مجبوری کا نام دونگا۔

بلوچ صاحب نے تمام خاکے یقیناً محنت سے قلمبند کئے ہیں۔ لیکن "جرعۂ اولین" اس کتاب کا سب سے زیادہ جاندار حصہ ہے اور مصنف کی ادبی بصیرت کا شاہد بھی۔"

ارشد ملتانی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سخن گسترانہ بات !

از قلم :- شمس ملک
سابق ریذیڈنٹ ایڈیٹر کوہستان
چیف ایڈیٹر ہفت روزہ "اذان"، ملتان

عبدالعزیز بلوچ کی تصنیف "عزیزان محترم"، روزمرہ زندگی کی بعض گوناگوں شخصیتوں کے قلمی چہروں کا ایک دل آویز مجموعہ ہے نوجوان مصنف نے ہمارے گرد و پیش کے معروف لوگوں کے علاوہ کچھ عام مگر دلچسپ کرداروں کو بھی خامہ فرسائی کا موضوع بنایا ہے اور اپنے فن کارانہ خلوص و انہماک سے ان کے خاکوں میں ایسا دلفریب رنگ بھرا ہے کہ اول سے آخر تک دلچسپی میں کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی ان کے کردار ہماری آنکھوں کے سامنے چلتے پھرتے معلوم ہوتے ہیں اور ہمیں ان سے ایک گونہ یگانگت محسوس ہوتی ہے۔

بلوچ صاحب کی اگرچہ یہ پہلی قلمی کاوش ہے لیکن اس کے باوجود وہ نووارد معلوم نہیں ہوتے اور یوں لگتا ہے جیسے وہ خاکہ نویسی کے فن میں بہت کہنہ مشق اور اس کے داؤ گھات سے پوری طرح آشنا ہیں ان کے اسلوب میں ایک انفرادیت تازگی، شگفتگی، ندرت اور بھی بلاغ ہے اور ان کی یہ خصوصیات خاکہ نویسی کے فن میں بلاشبہ ان روشن مستقبل کی غمازی کرتی ہیں - بہر حال

مشک آں باشد.....

لیجئے کتاب حاضر

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com